مسئلہ نور و نفیٔ سایہ کے
متعلق دو اہم رسالے

صلات الصفاء

مسمّٰی

و

نفی الفیٔ

امام احمد رضا قادری

بزمِ عاشقانِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم

مسئلہ نور و نفی سایہ کے
متعلق دو اہم رسالے

صلاتُ الصفا
فی
نورِ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نفی الفیٔ عمّن
استنار بنورہٖ کل شیٔ

امام احمد رضا قادری

بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

نام کتاب ——— صلوۃ الصفا
نفی الفی
مصنف ——— امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ
اشاعت ——— بار اوّل نومبر ۱۹۹۵ء
جمادی الآخر ۱۴۱۶ھ
صفحات ——— ۵۶
تعداد ——— گیارہ سو
طابع ——— رحمان وقاص پرنٹرز لاہور
ناشر ——— بزم عاشقانِ مصطفےٰ
مکان نمبر ۲۵، زبیر سٹریٹ نمبر ۳۲
گلبرگ روڈ لاہور نمبر ۵۴۰۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ از لشکر گوالیار محکمہ ڈاک دربار مرسلہ مولوی نور الدین احمد صاحب ۲۸ ذلقعدہ ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ مضمون کہ حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے نور سے پیدا ہوئے اور ان کے نور سے باقی مخلوقات، کس حدیث سے ثابت ہے اور وہ حدیث کس قسم کی ہے؟ بینوا توجروا

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم لک الحمد یا نور یا نور النور یا نورا قبل کل نور و نورا بعد کل نور یا من لہ النور و بہ النور ومنہ النور والیہ النور وھو النور صل وسلم وبارک علی نورک المنیر الذی خلقتہ من نورک وخلقت من نورہ الخلق جمیعا وعلی اشعۃ انوارہ والہ واصحبہ نجومہ واقمارہ اجمعین آمین۔

امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے شاگرد اور امام اجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث احد الاعلام عبد الرزاق ابوبکر بن ہمام نے اپنی مصنف میں حضرت سیدنا وابن سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت کی:

قال قلت یا رسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیئ خلقہ اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ فجعل ذٰلک النور یدور بالقدرۃ

حیث شاء اللہ تعالیٰ ولم یکن فی ذلک الوقت لوح ولا قلم ولا جنۃ ولا نار ولا ملک ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی فلما اراد اللہ تعالیٰ ان یخلق الخلق قسم ذلک النور اربعۃ اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم ومن الثانی اللوح ومن الثالث العرش ثم قسم الجزء الرابع اربعۃ اجزاء فخلق من الاول حملۃ العرش ومن الثانی الکرسی ومن الثالث باقی الملائکۃ ثم قسم الرابع اربعۃ اجزاء فخلق من الاول السمٰوٰت و من الثانی الارضین ومن الثالث الجنۃ والنار ثم قسم الرابع اربعۃ اجزاء الحدیث بطولہ

"یعنی وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی، فرمایا اے جابر! بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، وہ نور قدرتِ الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا، اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، آدمی کچھ نہ تھا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اس نور کے چار حصے فرمائے، پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا، پھر چوتھے کے چار حصے کئے، پہلے سے فرشتگانِ حاملِ عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے، پھر چوتھے کے چار حصے فرمائے، پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمینیں، تیسرے سے بہشت دوزخ بنائے، پھر چوتھے کے چار حصے کئے، الیٰ آخر الحدیث۔"

یہ حدیث امام بیہقی نے بھی دلائل النبوۃ میں بنحوہٖ روایت کی اجلہ ائمہ دین مثل

امام قسطلانی مواہبِ لدنیہ اور امام ابنِ حجر مکی افضل القریٰ اور علامہ فاسی مطالع المسرات اور علامہ زرقانی شرح مواہب اور علامہ دیار بکری خمیس اور شیخ محقق دہلوی مدارج وغیرہا میں اس حدیث سے استناد اور اس پر تعویل و اعتماد فرماتے ہیں، بالجملہ وہ تلقی امت بالقبول کا منصب جلیل پائے ہوئے ہے تو بلاشبہ حدیث حسن صالح مقبول معتمد ہے۔ تلقیِ علماء بالقبول وہ شے عظیم ہے جس کے بعد ملاحظۂ سند کی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی، کما بیناہ فی منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین۔ لاجرم علامہ محقق عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقۂ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ میں فرماتے ہیں:۔

قد خلق کل شیئ من نورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کما ورد بہ الحدیث الصحیح [2]

"بے شک ہر چیز نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے نور سے بنی جیسا کہ حدیث صحیح اس معنےٰ میں وارد ہوئی۔"

ذکرہ فی المبحث الثانی بعد النوع الستین من آفات اللسان فی مسئلۃ ذم الطعام۔

---

[1] علامہ حسین بن محمد دیار بکری: تاریخ الخمیس ج ۱ ص ۲۲

شاہ عبدالحق محدث دہلوی: مدارج النبوۃ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر ج ۲ ص ۲

علامہ قسطلانی: مواہب مع زرقانی ج ۱ ص ۵۵

علامہ زرقانی: شرح مواہب ج ۱ ص ۵۵

علامہ فاسی: مطالع المسرات مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، لائلپور ص ۲۲۱

[2] علامہ عبدالغنی نابلسی: الحدیقۃ الندیہ " " ج ۲ ص ۳۷۵

نوٹ: علامہ ابن حجر ہیتمی فرماتے ہیں کہ حدیث ان اللہ خلق نور محمد قبل الاشیاء من نورہ کو عبدالرزاق نے روایت کیا ہے۔ (فتاویٰ حدیثیہ، ص ۲۸۹)

مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے :-

قد قال الاشعری انہ تعالیٰ نور لیس کالانوار والروح النبویۃ القدسیۃ لمعۃ من نورہ والملائکۃ شرر تلک الانوار وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ نوری ومن نوری خلق کل شیئ وغیرہ مما فی معناہ[1]

"یعنی امام اجل امام اہلِ سنت سیدنا ابو الحسن اشعری قدس سرہ (جن کی طرف نسبت کرکے اہلِ سنت کو اَشاعِرہ کہا جاتا ہے) ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نور ہے نہ اور نوروں کی مانند اور نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی روح پاک اسی نور کی تابش ہے اور ملائکہ ان نوروں کے ایک پھول ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالے نے میرا نور بنایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی، اور اس کے سوا اور حدیثیں ہیں جو اسی مضمون میں وارد ہیں"

واللہ سبحٰنہ وتعالےٰ اعلم

مسئلہ[۲] از ٹانڈہ ضلع مراد آباد، مرسلہ مولوی الطاف الرحمٰن صاحب پیلپسانوی ۱۴ شعبان ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض مولود شریف میں جو نورِ محمدی کو نورِ خدا سے پیدا ہوا لکھا ہے اس میں زید کہتا ہے بشرطِ صحت یہ متشابہ کے حکم میں ہے اور عمرو کہتا ہے یہ اِنفِکاک ذات سے ہوا ہے، بکر کہتا ہے کہ یہ مثل شمع سے شمع روشن کر لینے کے ہوا ہے اور خالد کہتا ہے متشابہات میں مذہبِ اَسلم رکھتا ہوں اور سالم کو بُرا نہیں جانتا اس میں چون وچرا بیجا ہے، بینوا توجروا۔

---

[1] علامہ فاسی : مطالع المسرات مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، لائلپور ص ۲۶۵

الجواب

عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں حضرتِ سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا حضور پُر نور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا :-

یاجابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ

"اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام عالم سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا"

ذکرہ الامام القسطلانی فی المواھب[1] وغیرہ من العلماء الکرام

عمرو کا قول سخت باطل وشنیع وگمراہی فظیع بلکہ سخت تر امر کی طرف مُنجر ہے، اللہ عزّوجلّ اس سے پاک ہے کہ کوئی چیز اُس کی ذات سے جدا ہو کر مخلوق بنے اور قولِ زید میں لفظ "بشرطِ صحت" بُوئے اِنکار دیتا ہے، یہ جہالت ہے، باجماعِ علماء در بارۂ فضائل صحتِ مصطلحہ محدثین کی حاجت نہیں، مع ہٰذا علامہ عارف باللہ سیّدی عبدالغنی نابلسی قدس سرّہ القدسی نے اس حدیث کی تصریح فرمائی، علاوہ بریں یہ معنےٰ قدیماً وحدیثاً تصانیف وکلماتِ ائمہ وعلماء واولیاء وعرفاء میں مذکور ومشہور وملقّٰی بالقبول رہنے پر خود صحتِ حدیث کی دلیل کافی ہے فان الحدیث یتقوی بتلقی الائمۃ بالقبول کما اشار الیہ الامام الترمذی فی جامعہ وصرح بہ علمائنا فی الاصول[2] ہاں اُسے باعتبارِ کُنہ کیفیتِ متشابہات سے کہنا وجہ صحت رکھتا ہے، واقعی نہ رب العزت جل وعلا، نہ اُس کے رسولِ اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ مولےٰ تعالےٰ نے اپنے نور سے نورِ مطہر سیّدِ انور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کیونکر بنایا، نہ بے بتائے اس کی پوری حقیقت ہمیں خود معلوم ہو سکتی ہے اور یہی معنیٰ متشابہات ہیں۔

بکر نے جو کہا وہ دفعِ خیال ضلال عمرو کے لئے کافی ہے، شمع سے شمع روشن ہو جاتی

---

[1] علامہ قسطلانی : مواہب مع زرقانی ج۱ ص ۵۵

[2] ملّا علی قاری : مرقاۃ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ملتان ج۳ ص ۹۸

ہے بلے اِس کے کہ اُس شمع سے کوئی حصہ جدا ہو کر یہ شمع بنے۔ اِس سے بہتر آفتاب اور دھوپ کی مثال ہے کہ نورِ شمس نے جس پر تجلی کی وہ روشن ہو گیا اور ذاتِ شمس سے کچھ جدا نہ ہوا مگر ٹھیک مثال کی دہاں مجال نہیں، جو کہا جائے گا ہزاراں ہزار وجہ پر ناقص و ناتمام ہو گا، بلاشبہ طریق اسلم قولِ خالد ہے اور وہی مذہبِ ائمہ سلف رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین۔

واللہ سبحٰنہ وتعالےٰ اعلم

مسئلہ ۳: پیشِ نظر رہے یہ بات کہ میں کوئی عالم و فاضل نہیں ہوں کہ بحث و مباحثہ کا خیال درمیان میں آئے، فقط دریافت کرنے کی غرض سے فدویانہ لکھتا ہوں تاکہ میرے عقیدے میں جو کچھ غلطی ہو وہ صحیح ہو جائے، مجھ کو ایسا معلوم ہے کہ تمام مخلوقاتِ انسان کا یہ حال ہے کہ غلاظت آلودہ پیدا ہوتے ہیں مگر خدا نے محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ان سب باتوں سے محفوظ رکھا ہے اور تمام مخلوقات پر ان کو بزرگی عنایت فرمائی ہے۔ اگر یہ بات سچی ہے تو حدیث شریف کے معنے مجھ کو یوں معلوم ہیں، ملاحظہ فرمایئے گا:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا جابر ان اللہ خلق نور نبیک من نورہ۔

"فرمایا رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اے جابر تحقیق اللہ تعالیٰ نے بزرگ پیدا کیا ذات نبی تیرے کو۔"

مثال چراغ کی جو جناب نے فرمائی ہے اس میں مجھ کو شک ہے، چاہتا ہوں کہ شک دور ہو جائے مثال ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن کیا اور دوسرے چراغ سے اور بہت سے چراغ روشن کیے گئے، پہلے اور دوسرے میں کچھ کمی نہیں آئی، یہ آپ کا فرمانا صحیح اور بجا ہے لیکن یہ سب چراغ نام اور ذات اور روشنی میں ہم جنس ہیں یا نہیں اور یہ سب مرتبہ برابر ہونے کا رکھتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

نجاست سے آلودہ پیدا ہونے میں سب مخلوق شریک نہیں، تمام انبیاء علیہم السلام پاک ومنزہ پیدا ہوتے، بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرات حسنین رضی اللہ تعالےٰ عنہما بھی صاف ستھرے پیدا ہوتے نور کے معنے فضل کے نہیں، مثال سمجھانے کو ہوتی ہے نہ کہ ہر طرح برابری بتانے کو قرآن عظیم میں نورِ الٰہی کی مثال دی کمشکٰوۃ فیہا مصباح کہاں چراغ اور قندیل اور کہاں نورِ ربِ جلیل یہ مثال وہابیہ کے اس اعتراض کے دفع کو تھی کہ نورِ الٰہی سے نورِ نبوی پیدا ہوا تو نورِ الٰہی کا ٹکڑا جدا ہونا لازم آیا، اسے بتایا گیا کہ چراغ سے چراغ روشن ہونے میں اس کا ٹکڑا کٹ کر اس میں نہیں آجاتا، جب یہ فانی مجازی نور اپنے نور سے دوسرا نور روشن کر دیتا ہے تو اُس نورِ الٰہی کا کیا کہنا، نور سے نور پیدا ہونے کو نام ونشانی میں مساوات بھی ضرور نہیں چاند کا نور آفتاب کی ضیاء سے ہے، پھر کہاں وہ اور کہاں یہ علم ہیأت میں بتایا گیا ہے کہ اگر چودھویں رات کے کامل چاند کی برابر نوسے ہزار چاند ہوں تو روشنی آفتاب تک پہنچیں گے۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

مسئلہ از کلکتہ ۹ گوند چند مدرس لین، مرسلہ حکیم محمد ابراہیم صاحب بنارسی ۱۰ ذالقعدہ ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رسولِ مقبول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اللہ کے نور سے پیدا ہیں یا نہیں؟ اگر اللہ کے نور سے پیدا ہیں نورِ ذاتی سے یا نورِ صفاتی سے یا دونوں سے، اور نور کیا چیز ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

جوابِ مسئلہ سے پہلے ایک اور مسئلہ گزارش کروں لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ[1] الحدیث

---

[1] مسلم بن حجاج، امام : مسلم شریف مطبوعہ ملک سراج دین اینڈ سنز، لاہور ج ۱ ص ۵۱

"تم میں سے کوئی آدمی برائی دیکھے تو اُسے چاہیئے کہ اپنے ہاتھ سے بدل دے اگر ایسا نہ کر سکے تو اپنی زبان سے بدل دے۔" (مرتب)

حضور پُرنور سیدِ عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ذکرِ کریم کے ساتھ جس طرح زبان سے درود شریف پڑھنے کا حکم ہے اللّٰھم صل وسلم و بارک علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ ابدا، درود شریف کی جگہ فقط صاد یا عم یا صلعم یا صللم کہنا ہرگز کافی نہیں بلکہ وہ الفاظ بے معنے ہیں اور فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم میں داخل کہ ظالموں نے وہ بات جس کا انہیں حکم تھا ایک اور لفظ سے بدل ڈالی فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا من السماء بما کانوا یفسقون[1] "تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اُتارا بدلہ ان کی بے حکمی کا" یونہی تحریر میں القلم احد اللسانین بلکہ فتاوٰے تاتارخانیہ سے منقول کہ اس میں اس پر نہایت سخت حکم فرمایا اور اسے معاذ اللہ تخفیفِ شان نبوت بتایا، طحطاوی علی الدر المختار میں ہے:۔

یحافظ علی کتب علیہ الصلوٰۃ والسلام علی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا یسأم من تکرارہ وان لم یکن فی الاصل ویصلی بلسانہ ایضا ویکرہ الرمز بالصلاۃ والترضی بالکتابۃ بل یکتب ذٰلک کلہ بکمالہ وفی المواضع عن التتارخانیۃ من کتب علیہ السلام بالھمزۃ والمیم یکفر لانہ تخفیف وتخفیف الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کفر بلاشک ولعلہ ان صح النقل مقید بقصدہ والا فالظاھر انہ لیس بکفر نعم الاحتیاط فی الاحتراز عن الایہام و

---

[1] البقرہ پ ۱ ، آیت ۵۹

والشبهة اھ مختصرا [1]

"حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود وسلام لکھنے کی محافظت کی جائے اور اس کی تکرار سے تنگ دل نہ ہو اگرچہ اصل میں نہ ہو اور اپنی زبان سے بھی درود پڑھے، درود یا رضی اللہ عنہ کی طرف لکھنے میں اشارہ کرنا مکروہ ہے بلکہ پورا لکھنا چاہیئے، تاتار خانیہ کے بعض مقامات پر ہے کہ جس نے علیہ السلام ہمزہ اور میم سے لکھا، کافر ہو گیا کیونکہ یہ تخفیف ہے اور انبیار کی تخفیف بغیر کسی شک کے کفر ہے، اگر یہ نقل صحیح ہے تو اس میں قصد کی قید ضرور ہو گی ورنہ بظاہر یہ کفر نہیں ہے ہاں احتیاط ابہام اور شبہ سے بچنے میں ہے۔" (مرتب)

اس کے بعد اصل مسئلہ کا جواب بعون الملک الوہاب لیجئے۔ نور عرفِ عامہ میں ایک کیفیت ہے کہ نگاہ پہلے اسے ادراک کرتی ہے اور اس کے واسطے سے دوسری اشیائے دیدنی کو قال السید فی تعریفات۔ النور کیفیۃ تدرکہا الباصرۃ اولا وبواسطتہا سائر المبصرات اور حق یہ کہ نور اس سے اجلیٰ ہے کہ اس کی تعریف کی جائے۔

یہ جو بیان ہوا التعریف الجلی بالخفی ہے کما نبہ علیہ فی المواقف و شرحہا، نور بایں معنے ایک عرض وحادث ہے اور رب عزوجل اس سے منزہ۔ محققین کے نزدیک نور وہ کہ خود ظاہر ہو اور دوسروں کا مظہر کما ذکرہ الامام حجۃ الاسلام الغزالی ثم العلامۃ الزرقانی فی شرح المواہب الشریفۃ، بایں معنے اللہ عزوجل نور حقیقی ہے بلکہ حقیقۃً وہی نور ہے اور کریمۂ اللہ نور السموات والارض بلا تکلف وبلا تاویل اپنے معنے تحقیقی پر ہے فان اللہ عزوجل ہوالظاہر بنفسہ

---

[1] طحطاوی علی الدر المختار : علامہ طحطاوی مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ج ۱ ص ۶

المظهر لغيره من السموات والارض ومن فيهن وسائر المخلوقات

حضور پُرنور سیدِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا شبہ اللہ عزوجل کے نورِ ذاتی سے پیدا ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔

ان الله تعالیٰ قد خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره

"اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔"

رواه عبد الرزاق ونحوه عند البيهقي۔

حدیث میں نوره فرمایا جس کی ضمیر اللہ کی طرف ہے کہ اسمِ ذات ہے من نور جمالہ یا نور علمہ یا نور رحمتہ وغیرہ نہ فرمایا کہ نورِ صفات سے تخلیق ہو، علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ اسی حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں (من نوره) ای من نور هو ذاته یعنے اللہ عزوجل نے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس نور سے پیدا کیا جو عین ذاتِ الٰہی ہے یعنے اپنی ذات سے بلا واسطہ پیدا فرمایا کما سیأتی تقریره۔ امام احمد قسطلانی مواہب شریف میں فرماتے ہیں۔

لما تعلقت ارادة الحق تعالىٰ بايجاد خلقه ابرز الحقيقة المحمدية من الانوار الصمدية فى الحضرة الاحدية ثم سلخ منها العوالم كلها علوها وسفلها [2]

"یعنی جب اللہ عزوجل نے مخلوقات کا پیدا کرنا چاہا، صمدی نوروں سے مرتبۂ ذاتِ صرف میں حقیقتِ محمدیہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظاہر فرمایا، پھر اُس سے

---

[1] علامہ زرقانی : زرقانی شرح مواہب ج ۱ ص ۵۵

[2] علامہ قسطلانی : مواہب مع زرقانی ج ۱ ص ۳۳

تمام عالمِ علوی وسفلی نکالے "

شرح علامہ میں ہے :-

و الحضرة الاحدية هى اوّل تعينات الذات و اول رتبها الذى لا اعتبار فيه لغير الذات كما هو المشار اليه بقوله صلى الله تعالى عليه وسلم كان الله ولا شيئ معه ذكره الكاشى [1]

" یعنی مرتبۂ احدیت ذات کا پہلا تعین اور پہلا مرتبہ ہے جس میں غیرِ ذات کا اصلاً لحاظ نہیں جس کی طرف نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے اِس ارشاد میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالے تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا ، اسے سیدی کاشانی قدس سرہ نے ذکر فرمایا "

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدثِ دہلوی مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں :-

" انبیاء مخلوق اند از اسمائے ذاتیہ حق و اولیاء از اسمائے صفاتیہ و بقیہ کائنات از صفاتِ فعلیہ و سیدِ رسل مخلوق است از ذاتِ حق و ظہورِ حق در وے بالذات است " [2]

" انبیاء اللہ کے اسماءِ ذاتیہ سے پیدا ہوئے اور اولیاء اسمائے صفاتیہ سے بقیہ کائنات صفاتِ فعلیہ سے اور سیدِ رسل ذاتِ حق سے اور حق کا ظہور بالذات ہے " (مرتب)

ہاں عین ذاتِ الٰہی سے پیدا ہونے کے یہ معنے نہیں کہ معاذ اللہ ذاتِ الٰہی ذاتِ رسالت

---

[1] علامہ زرقانی : شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۳۳

[2] شاہ عبدالحق محدثِ دہلوی : مدارج النبوہ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ج ۲ ص ۶۰۹

کے لئے مادہ ہے جیسے مٹی سے انسان پیدا ہوا یا عیاذاً باللہ ذاتِ الٰہی کا کوئی حصّہ یا کُل، ذاتِ نبی ہو گیا، اللہ عزوجل حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا کسی شے میں حلول فرمانے سے پاک و منزہ ہے۔ حضور سیدِ عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم خواہ کسی شے کو جزء ذاتِ الٰہی خواہ کسی مخلوق کو عین و نفس ذاتِ الٰہی ماننا کفر ہے۔

اس تخلیق کے اصل معنے تو اللہ و رسول جانیں جل و علی و صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم عالم میں ذاتِ رسول کو تو کوئی پہچانتا نہیں، حدیث میں ہے یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی " اے ابوبکر مجھے جیسا میں حقیقت میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ جانا" ذاتِ الٰہی سے اس کے پیدا ہونے کی حقیقت کسے مفہوم ہو مگر اس میں فہم ظاہر میں کا جتنا حصّہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرتِ حق عز جلالہ نے تمام جہان کو حضور پُرنور محبوبِ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے واسطے پیدا فرمایا، حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا لولاک ماخلقت الدنیا[۱] آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ارشاد ہوا لولا محمد ما خلقتك ولا ارضا ولا سماء[۲] " اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں بناتا نہ زمین نہ آسمان کو" تو سارا جہان ذاتِ الٰہی سے بواسطہ حضور صاحبِ لولاک صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پیدا ہوا یعنی حضور کے واسطے حضور کے صدقے حضور کے طفیل میں لان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استفاض الوجود من حضرۃ العزۃ ثم ھو افاض الوجود علیٰ سائر البریۃ کما تزعم کفرۃ الفلاسفۃ من توسیط العقول، تعالیٰ اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا ھل من خالق غیر اللہ " یہ بات نہیں کہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اللہ سے وجود حاصل کیا پھر باقی مخلوق کو آپ نے وجود دیا جیسے فلاسفہ کافر گمان کرتے ہیں کہ عقول کے واسطے دوسری چیزیں پیدا ہوتی ہیں، اللہ

---

[۱] علامہ زرقانی : شرح زرقانی جز ۱ ص ۷۵

[۲] امام محمد مہدی الفاسی : مطالع المسرات مکتبہ نوریہ رضویہ لائلپور ص ۲۶۴

تعالےٰ ان ظالموں کے اس قول سے بلند و بالا ہے، کیا اللہ تعالےٰ کے علاوہ بھی کوئی خالق ہو سکتا ہے۔" (مرتب)

بخلاف ہمارے حضور عین النور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے کہ وہ کسی کے طفیل میں نہیں، اپنے رب کے سوا کسی کے واسطے نہیں تو وہ ذاتِ الٰہی سے بلا واسطہ پیدا ہیں، زرقانی شریف میں ہے:

ای من نور ھو ذاتہ لا بمعنی انہا مادۃ خلق نورہ منہا بل بمعنی تعلق الارادۃ بہ بلا واسطۃ شیئ فی وجودہ[1]

"یعنی اس نور سے جو اللہ کی ذات ہے، یہ مقصد نہیں کہ وہ کوئی مادہ ہے جس سے آپ کا نور پیدا ہوا بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا ارادہ آپ کے نور سے بلا کسی واسطہ فی الوجود کے متعلق ہوا۔" (مرتب)

یا زیادہ سے زیادہ بغرضِ توضیح ایک کمال ناقص مثال یوں خیال کیجئے کہ آفتاب نے ایک عظیم و جمیل و جلیل آئینہ پر تجلی کی، آئینہ چمک اٹھا اور اس کے نور سے اور آئینے اور پانیوں کے چشمے اور ہوائیں اور سائے ہوئے آئینوں اور چشموں میں صرف ظہور نہیں بلکہ اپنی اپنی استعداد کے لائق شعاع بھی پیدا ہوئی کہ اور چیز کو روشن کر سکے کچھ دیواروں پر دھوپ پڑی، یہ کیفیتِ نور سے متکیف ہیں اگرچہ اور کو روشن نہ کریں جن تک دھوپ بھی نہ پہنچی، وہ ہوائے متوسط نے ظاہر کیں جیسے دن میں مسقف دالان کی اندرونی دیواریں ان کا حصہ صرف اسی قدر ہوا، کیفیتِ نور سے بہرہ نہ پایا، پہلا آئینہ خود ذاتِ آفتاب سے بلا واسطہ روشن ہے اور باقی آئینے چشمے اس کے واسطے سے اور دیواریں وغیرہا واسطہ در واسطہ پھر جس طرح وہ نور کہ آئینۂ اول پر پڑا یعنیہٖ آفتاب کا نور ہے بغیر اس کے آفتاب خود یا اس کا کوئی حصہ آئینہ ہو گیا ہو، یونہی باقی آئینے اور چشمے کہ اِس آئینے سے روشن ہوئے اور دیوار

---

[1] علامہ زرقانی : شرح زرقانی مواہبِ لدنیہ امام قسطلانی ج ۱ ص ۵۵

وغیرہ اشیاء پر اُن کی دھوپ پڑی یا صرف ظاہر ہوئیں ان سب پر بھی یقیناً آفتاب ہی کا نور اور اُسی سے ظہور ہے، آئینے اور چشمے فقط واسطہ وصول ہیں، ان کی حدِ ذات میں دیکھو تو یہ خود نور تو نور ظہور سے بھی حصہ نہیں رکھتے ؎

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتوِ آں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

یہ نظیر محض ایک طرح کی تقریب فہم کے لئے ہے جس طرح ارشاد ہوا مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح ورنہ کجا چراغ اور کجا وہ نورِ حقیقی و للہ المثل الاعلیٰ۔

توضیح صرف ان دو باتوں کی منظور ہے ایک یہ کہ دیکھو آفتاب سے تمام اشیاء منور ہوئیں بے اس کے کہ آفتاب خود آئینہ ہو گیا یا اُس میں سے کچھ جدا ہو کر آئینہ بنا، دوسرے یہ کہ ایک آئینہ نفسِ ذاتِ آفتاب سے بلاواسطہ روشن ہے باقی بوسائط، ورنہ حاشا کہاں مثال اور کہاں وہ بارگاہِ جلال۔ باقی اشیاء سے کہ مثال میں بالواسطہ منور ہوئیں آفتاب حجاب میں ہے اور اللہ عزوجل ظاہر فوق کل ظاہر ہے، آفتاب ان اشیاء تک اپنے وصولِ نور میں وسائط کا محتاج ہے اور اللہ عزوجل احتیاج سے پاک غرض کسی بات میں نہ تطبیق مراد نہ ہرگز ممکن، حتے کہ نفسِ وساطت بھی یکساں نہیں کما لا یخفیٰ و قد اشرنا الیہ۔

سیدی ابو سالم عبداللہ عیاشی ہم استاذ علامہ محمد زرقانی تلمیذ علامہ ابو الحسن شبراملسی کتاب "الرحلہ" پھر سیدی علامہ عثماوی رحمہم اللہ تعالٰی جمیعاً شرح صلاۃ حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ میں فرماتے ہیں :۔

انما یدرکہ علی حقیقتہ من عرف معنیٰ قولہ تعالٰی اللہ نور السمٰوات والارض و تحقیق ذٰلک علی ما ینبغی لیس مما یدرک ببضاعۃ العقول ولا مما تستقل علیہ

الاوهام و انما يدرك بكشف الهی و اشراق حقه من
اشعة ذلك النور فی قلب العبد فيدرك نور الله بنوره و
اقرب تقريب يعطی القرب من فهم معنی الحديث انه لما
كان النور المحمدی اول الانوار الحادثة التی تجلی بها النور
القديم الازلی وهو اول التعينات للوجود المطلق الحقانی
وهو مدد كل نور كائن او يكون وكما اشرق النور الاول
فی حقيقة فتنورت بحيث صارت هو نورا اشرق نوره
المحمدی علی حقائق الموجودات شيئا فشيئا فهی تستمد
من علی قدر تنورها بحسب كثرة الوسائط وقلتها و عدمها
وكلما اشرق نوره علی نوع من انواع الحقائق ظهر النور فی
مظهر الاقسام فقد كان النور الحادث اولا شيئا واحدا ثم
اشرق فی حقيقة اخری فاستنارت بنوره تنورا كاملا بحسب
ما تقتضيه حقيقتها فحصل فی الوجود الحادث نوران مفيض
ومفاض و فی نفس الامر ليس هناك الا نور واحد اشرق
فی قابل الاستنارة فتنور بتعددات المظاهر والظاهر واحد
ثم كذلك كلما اشرق فی محل ظهر بصورة الانقسام وقد
يشرق نور المفاض عليه ايضا بحسب قوته علی قوابل اخر
فتنور بنوره فيحصل انقسام اخر بحسب المظاهر و كلها
راجعة الی النور الاول الحادث اما بواسطة او بدونها قال
وهذا غاية ما تصل اليه العبارة فی هذا التعبير ومثل
فی قصر باعه وعدم تضلعه من العلوم الالهية ان نرادفی

التقرير خفي على واقرب مثال يضرب لذلك نور المصباح تصبح منه مصابيح كثيرة وهو في نفسه باق على ما هو عليه لم ينقص منه شيئ واقرب من هذا المثال الى التحقيق وابعد عن الافهام نور الشمس المشرق في الاهلة والكواكب على القول بان الكل مستنير بنوره وليس لها نور من ذاتها فقد يقال بحسب النظر الاول ان نور الشمس منقسم في هذه الاجرام العلوية وفي الحقيقة ليس هذا الا نورها وهو قائم بها لم ينقص منه شيئ ولم يزايلها منه شيئ ولكنه اشرق في اجرام قابلة الاستنارة فاستنارت واقرب من هذا للفهم ما يحصل في الاجرام السفلية من اشراق اشعة الشمس على الماء او قواريرالزجاج فيستنير ما يقابلها من الجدران بحيث يلمع فيها نور كنور الشمس مشرق باشراقه ولم ينفصل شيئ من نور الشمس عن محله الى ذلك المحل ومن كشف الله حجاب الغفلة عن قلبه واشرقت الانوار المحمدية على قلبه يصدق اتباعه له ادرك الامر ادراكا اخر لا يحتمل شكا ولا وهما نسأل الله تعالى ان ينور بنور العلم الالهي بصائرنا ويحجب عن ظلمات الجهل سرائرنا ويغفر لنا ما اجترأنا عليه من الخوض فيما المسائله باهل ونسأله ان لا يواخذنا بما تقتضيه العبارة من تقصير في حق ذلك الجناب اه مختصرا۔

" اس کا ادراک حقیقۃً وہی شخص کر سکتا ہے جو اللہ تعالٰی کے ارشاد اللہ نور السمٰوات والارض کا معنی جانتا ہے کیونکہ وہم اور عقل کے ذرائع اسکا حقیقی ادراک نہیں کر سکتے، اس کو تو صرف بندے کے دل میں اس نور کو اللہ تعالٰی کی عطا کردہ شعاؤں سے ہی سمجھا جا سکتا ہے، پس" نور اللہ" کو اس نور ہی کے ذریعے سمجھا جا سکتا ہے۔

حدیث کے معنے کو سمجھنے کے لئے قریب ترین یہ ہے کہ نورِ محمدی جب قدیم اور ازلی نور کی پہلی تجلی ہے تو کائنات میں بھی اللہ تعالٰی کے وجود کا وہی سب سے پہلا مظہر ہے اور وجود میں آنے والے تمام نوروں کی اصل قوت ہے۔ جب یہ نورِ اول چمکا اور منوّر ہوا تو اس نورِ محمدی نے تمام موجودات پر درجہ بدرجہ اپنی چمک ڈالی تو بلا واسطہ یا واسطوں کی کمی بیشی کے اعتبار سے ہر چیز اپنی استعداد کے مطابق چمک اٹھی اور تمام حقائق و اقسام اس نور کی چمک سے اس کے مظہر بن گئے، یوں وجود میں آنے والا پہلا نور ایک ہے لیکن اس کی چمک سے دوسرے حقائق بھی اپنی حقیقت کے مطابق اس نور سے منور ہوتے چلے گئے اور کائنات میں نور در نور بن گئے جبکہ وجود میں نور کی صرف دو ہی قسمیں ہیں، ایک فیض دینے والا اور دوسرا فیض پانے والا حالانکہ نفس الامری حقیقت میں یہ دونوں نور ایک ہی ہیں یہ ایک حقیقی نور ہی قابل اشیاء میں چمک پیدا کر کے متعدد مظاہر میں ظاہر ہوتا ہے اور تمام اقسام میں ہر قسم کی صورت میں چمکتا ہے اسی طرح فیض یافتہ نور بھی اپنی استعداد کے مطابق دوسری قابل اشیاء میں چمک پیدا کر کے ان کو منور کرتا ہے جس سے مزید مظاہرات کی اقسام حاصل ہوتی ہیں جبکہ یہ تمام انوار بالواسطہ

یا بلا واسطہ سب سے پہلے نور سے ہی مستفیض ہیں۔

اس تقریر کے لئے یہ انتہائی محتاط عبارت ہے جو علومِ الٰہیہ کے موافق ہے، اس سے زائد عبارت خطرناک ہو سکتی ہے۔ اس تقریر کی مناسب مثال وہ چراغ ہے جس سے بے شمار چراغ روشن ہوتے، اس کے باوجود وہ اپنی اصل حالت پر باقی ہے اور اس کے نور میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی، مزید واضح مثال سورج ہے جس سے تمام سیارے روشن ہیں جن کا اپنا کوئی نور نہیں ہے۔ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ سورج کا نور اُن سیاروں میں منقسم ہو گیا ہے جبکہ فی الواقع ان سیاروں میں سورج ہی کا نور ہے جو سورج سے نہ تو جدا ہوا اور نہ ہی کم ہوا، سیارے تو صرف اپنی قابلیت کی بنا پر چمکے اور سورج کی روشنی سے منور ہوتے۔

مزید سمجھ کے لئے پانی اور شیشے پر پڑنے والی سورج کی شعاؤں کو دیکھا جائے جن کا عکس پانی یا شیشے کے بالمقابل دیوار پر پڑتا ہے جس سے دیوار روشن ہو جاتی ہے، دیوار پر یہ روشنی سورج ہی کا نور ہے جو بالواسطہ دیوار پر پڑا کیونکہ براہِ راست دیوار پر سورج کا نور نہیں پڑا اور نہ ہی یہ نور سورج سے جدا ہوا، اس کے باوجود یہ نور سورج کا ہی ہے، جب اللہ تعالےٰ کسی کے قلب کو حجابِ غفلت سے پاک کرتا ہے اور وہ دل انوارِ محمدیہ سے منور ہوتا ہے تو پھر اس کا ادراک ایسا کامل ہوتا ہے کہ اس میں شک اور وہم کا احتمال نہیں ہوتا۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری بصیرت کو اپنے علم کے نور سے منور فرمائے اور ہمارے باطن کو جہالت کے اندھیروں سے محفوظ فرمائے اور جن امور میں ہم غور کرنے کے اہل نہیں ان پر ہماری جسارت کو

معاف فرماتے اور اس جناب میں ہماری عبارت کی کوتاہیوں پر مواخذہ نہ فرمائے۔ آمین" (مرتب)

اِس تقریرِ منیر سے مقاصدِ مذکورہ کے سوا چند فائدے اور حاصل ہوئے :۔

اوّلاً یہ بھی روشن ہو گیا کہ تمام عالم نورِ محمدی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے کیونکر بنا، بے اس کے کہ نورِ حضور تقسیم ہوا یا اس کا کوئی حصہ این وآں بنا ہو اور یہ کہ وہ جو حدیث میں ارشاد ہوا کہ پھر اس نور کے چار حصے کیے، تین سے قلم ولوح وعرش بنائے، چوتھے کے پھر چار حصے کیے الیٰ آخرہٖ، یہ اس کی شعاعوں کا انقسام جیسے ہزار آئینوں میں آفتاب کا نور چمکے تو وہ ہزار حصوں پر منقسم نظر آئے گا حالانکہ آفتاب نہ منقسم ہوا نہ اس کا کوئی حصہ آئینوں میں آیا، و انندفع ما

استشکلہ العلامۃ الشرابلسی ان الحقیقۃ الواحدۃ لاتنقسم

ولیست الحقیقۃ المحمدیۃ الا واحدۃ من تلک الاقسام و

الباقی ان کان منہا ایضا فقد انقسمت و ان کان غیرہا فما معنی

الاقسام وحاول الجواب وتبعہ فیہ تلمیذہ العلامۃ الزرقانی

بان المعنی انہ زاد فیہ لاانہ قسم ذٰلک النور الذی ہو نور

المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذ الظاہر انہ حیث ظہورہ

بصورۃ مماثلۃ کصورۃ التی سیصیر علیہ لایقسمہ الیہ والیٰ غیرہٖ اھ[1]

وحاصل جوابہ کما قررہ تلمیذہ العیاشی وان معنی

الانقسام زیادۃ نور علیٰ ذٰلک النور المحمدی فیؤخذ ذٰلک الزائد

ثم یزاد علیہ نور اٰخر ثم کذٰلک الیٰ اٰخر الاقسام قال العیاشی

وہٰذا جواب مقنع بحسب الظاہر والتحقیق واللہ تعالیٰ اعلم

وراء ذٰلک اھ ثم ذکر ما نقلنا عنہ انفا ورأیتنی کتبت علیٰ ہامش

الزرقانی ما نصہ۔

---

[1] علامہ زرقانی : شرح مواہب ج ۱ ص ۵۵

اقول تبع فیہ شیخہ الشبراملسی۔ الحق انہ لامعنی لہ فانہ اذن لایکون التخلیق من نورہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھو خلاف المنصوص و المراد اھ

اقول ویمکن الجواب بان المراد انہ تعالٰی کساہ شعاعا اکثر فما کان بثم فصل من شعاعہ شیئا وقسمہ کما تأخذہ الملئکۃ شیئا من الاشعۃ المحیطۃ بالکواکب فترمی بہ مسترقی السمع ویقال بذلک ان النجوم لہا رجوم ولکن منح المولٰی تعالٰی من ذلک التقریر المنیر ما اغنی عن کل تکلف وللہ الحمد وقد کان منح للعبد الضعیف ثم رأیتہ فی شرح العشماوی جزاہ اللہ تعالٰی عنی وعن المسلمین خیرا کثیرا امین۔

"اس (مذکورہ بالا تقریر) سے علامہ شبراملسی کا اعتراض ختم ہوا (اعتراض) حقیقۃ واحد تقسیم نہیں ہوتی کیونکہ حقیقت محمدیہ ان اقسام میں ایک قسم ہے اور اگر باقی اقسام اسی (حقیقت) سے ہیں تو یہ حقیقت تقسیم ہو گئی اور اگر باقی چیزیں اس حقیقت کی غیر ہیں تو انقسام کا کیا مطلب، پھر انہوں (علامہ شبراملسی) نے خود ہی جواب دیا اور علامہ زرقانی شاگرد رشید علامہ شبراملسی نے ان کی اتباع کی۔ (جواب) حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے اس میں اضافہ کیا نہ کہ حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے نور کو تقسیم کیا کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ اللہ نے ان کو ایک ایسی صورت مثالی عطا کی جس پر حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی تخلیق ہوئی تھی تو اسے تقسیم نہیں کیا جائے گا۔

ان کے جواب کا خلاصہ جیسے ان کے شاگرد علامہ عیاشی نے بیان کیا ہے کہ انقسام کا معنٰے نور محمدی پر اضافے کے ہیں پھر اس زائد کو لے لیا اس پر ایک دوسرے نور کا اضافہ کیا۔ اسی طرح آخری تقسیم تک سلسلہ جاری رہا۔

عیاشی نے کہا کہ ظاہر کے لحاظ سے یہ جواب کافی ہے اور تحقیق
اس کے علاوہ اللہ جانتا ہے۔ میں (احمد رضا خاں) کہتا ہوں کہ اس (عیاشی) نے اس مسئلہ میں اپنے شیخ شبرملسی کی پیروی کی لیکن حق یہ ہے کہ یہ ایک بے معنے بات ہے کیونکہ اس صورت میں حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے نور سے تخلیق نہ ہوگی، یہ نص اور مراد کے خلاف ہے۔ میں کہتا ہوں اس کا جواب یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ نے آپ کے نور کو پہلی شعاع سے زائد شعلۂ عطا کی پھر اس سے کچھ جدا کیا۔ پھر اس کی تقسیم کی جیسے فرشتے ان شعاعوں میں سے جو ستاروں کو محیط ہیں، لے کر چھپ کر سننے والے شیطانوں کو مارتے ہیں اس لئے کہا جاتا ہے نجوم کے لئے رجوم ہے۔" (مرتب)

ثانیاً اقول یہ شبہ بھی دفع ہو گیا کہ خلق میں کفار و مشرکین بھی ہیں، وہ محض ظلمت ہیں تو نورِ مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے کیونکر بنے اور نرے نجس ہیں تو اُس نورِ پاک سے کیونکر مخلوق مانے گئے۔ وجہ اندفاع ہماری تقریر سے روشن، ظلمت ہو یا نور جس نے خلعتِ وجود پایا، اس کے لئے تجلی آفتابِ وجود سے ضرور حصہ ہے اگرچہ نور نہ ہو صرف ظہور ہو کما تقدم اور شعاعِ شمس ہر پاک و ناپاک جگہ پڑتی ہے۔ وہ جگہ فی نفسہ ناپاک ہے، اُس سے دھوپ ناپاک نہیں ہو سکتی۔

ثالثاً اقول یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ جس طرح مرتبۂ وجود میں صرف ایک ذات حق ہے باقی سب اُسی کے پرتوِ وجود سے موجود، یونہی مرتبۂ ایجاد میں صرف ایک ذاتِ مصطفےٰ ہے باقی سب پر اسی کے عکس کا فیضِ وجود، مرتبۂ کون میں نورِ احدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے اور مرتبۂ تکوین میں نورِ احمدی آفتاب ہے اور سارا جہان اُس کے آئینے وفی ھذا اقول ؎

خالق کل الورٰی ربک لا غیرہ
نورک کل الورٰی غیرک لم یس لن

ای لم یوجد ولیس موجودا ولن یوجد ابدا۔

"کل مخلوق کا پیدا کرنے والا آپ کا رب ہی ہے، آپ ہی کا نور کل مخلوق ہے، اور آپ کا غیر کچھ بھی نہ تھا، نہ ہے، نہ ہوگا" (مرتب)

رابعاً اقول نورِ احدی تو نورِ احدی نورِ احمدی پر بھی آفتاب کی یہ مثال منیر مثال چراغ سے احسن و اکمل ہے ایک چراغ سے بھی اگرچہ ہزاروں چراغ روشن ہو سکتے ہیں بے اس کے کہ ان چراغوں میں اس کا کوئی حصہ آئے مگر دوسرے چراغ صرف حصولِ نور میں اسی چراغ کے محتاج ہوتے، بقا میں اس سے مستغنی ہیں، اگر انہیں روشن کر کے پہلے چراغ کو ٹھنڈا کر دیجئے ان کی روشنی میں فرق نہ آئے گا نہ روشن ہونے کے بعد ان کو اس سے کوئی مدد پہنچ رہی ہے مع ہذا کسبِ نور کے بعد ان میں اور اس چراغ اول میں کچھ فرق نہیں رہتا سب یکساں معلوم ہوتے ہیں بخلاف نورِ محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ عالم جس طرح اپنی ابتدائے وجود میں اس کا محتاج تھا کہ وہ نہ ہوتا تو کچھ نہ بنتا یونہی ہر شئے اپنی بقا میں اس کی دستِ نگر ہے، آج اس کا قدم درمیان سے نکال لیں تو عالم دفعۃً فنائے محض ہو جائے ۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

نیز جس طرح ابتدائے وجود میں تمام جہان اس سے مستفیض ہوا بعد وجود بھی ہر آن اسی کی مدد سے بہرہ یاب ہے پھر تمام جہان میں کوئی اس کے مساوی نہیں ہو سکتا، یہ تینوں باتیں مثالِ آفتاب سے روشن ہیں، آئینے اس سے روشن ہوئے اور جب تک روشن ہیں اسی کی مدد پہنچ رہی ہے اور آفتاب سے علاقہ چھوٹتے ہی فوراً اندھیرے ہیں پھر کتنے ہی چمکیں کسی طرح کی برابری نہیں پاتے، یہی حال ایک ذرہ عالم عرش و فرش اور جو کچھ ان میں ہے اور دنیا و آخرت اور ان کے اہل اور انس و جن و ملک و شمس و قمر و جملہ انوار ظاہرہ و باطن حتی کہ شموسِ رسالت علیہم الصلوٰۃ والتحیۃ کا ہمارے آفتابِ جہاں تاب عالم تاب علیہ الصلاۃ والسلام من الملک الوہاب

کے ساتھ ہے کہ ہر ایک ایجاد و امداد و ابتداء و بقاء میں ہر حال ہر آن اُن کا دست نگر اُن کا محتاج ہے و للہ الحمد۔ امام اجل محمد بوصیری قدس سرہ ام القریٰ میں عرض کرتے ہیں ؎

کیف ترقی رقیک الانبیاء　　یا سماء ما طاولتہا سماء

لم یساووک فی علاک وقد حا　　ل سنامنک دونہم و سناء

انما مثلوا صفاتک للنا　　س کما مثل النجوم الماء[1]

"یعنی انبیاء حضور کی سی ترقی کیونکر کریں اسے وہ آسمانِ رفعت جس سے کسی آسمان نے بلندی میں مقابلہ نہ کیا، انبیاء حضور کے کمالاتِ عالیہ میں حضور کے ہمسر نہ ہوئے حضور کی جھلک اور بلندی نے ان کو حضور تک پہنچنے سے روک دیا، وہ تو حضور کی صفتوں کی ایک شبیہ لوگوں کو دکھاتے ہیں جیسے ستاروں کا عکس پانی دکھاتا ہے۔"

یہ وہی تشبیہ و تقریب ہے جو ہم نے ذکر کی وہاں ذاتِ کریم و افاضۂ انوار کا ذکر تھا لہٰذا آفتاب سے تمثیل دی، یہاں صفاتِ کریمہ کا بیان ہے لہٰذا ستاروں سے تشبیہ مناسب ہوئی۔

مطالع المسرات شریف میں ہے:۔

اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محی حیوۃ جمیع الکون بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فھو روحہ وحیوتہ وسبب وجودہ وبقائہ[2]

"حضورِ اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا نام پاک محی ہے زندہ فرمانے والے اس لئے کہ سارے جہان کی زندگی حضور سے ہے تو حضور تمام عالم کی جان و زندگی اور اس کے وجود و بقاء کے سبب ہیں۔"

اُسی میں ہے:

---

[1] امام محمد بوصیری: ہمزیہ مع شرحہا علامہ سلیمان جمل　مطبوعہ مصر　ص ۳-۴-۵

[2] علامہ فاسی: مطالع المسرات　مکتبہ نوریہ رضویہ لائلپور　ص ۹۹

هو صلى الله تعالىٰ عليه وسلم روح الاكوان وحياتها و سر وجودها ولولاه لذهبت و تلاشت كما قال سيدى عبد السلام رضى الله تعالىٰ عنه ونفعنا به لاشيئ الا وهو به منوط اذ لولا الواسطة لذهب كما قيل الموسوط [1]

"رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تمام عالم کی جان وحیات وسبب وجود ہیں حضور نہ ہوں تو عالم نیست ونابود ہو جائے کہ حضرت سیدی عبد السلام رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ عالم میں کوئی ایسا نہیں جو نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ نہ ہو اس لئے کہ واسطہ نہ رہے تو جو اُس کے واسطہ سے تھا آپ ہی فنا ہو جاتے۔"

ھمزیہ شریف میں ارشاد فرمایا ؎

كل فضل فى العلمين فمن فضل النبى استعاره الفضلاء [2]

"جہان والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اُس نے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کے فضل سے مانگے کو لی ہے۔"

امام ابن حجر مکی افضل القریٰ میں فرماتے ہیں :-

لانه الممد لهم اذهو الوارث للحضرة الالٰهية و المستمد منها بلا واسطة دون غيره فانه لا يستمد منها الا بواسطته فلا يصل لكامل منها شيئ الا وهو من بعض مدده وعلى يديه [3]

---

[1] علامہ فاسی : مطالع المسرات مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور ص ۹۹

[2] امام بوصیری : ہمزیہ شرح مطبوعہ مصر ص ۵۱

[3] علامہ فاسی : مطالع المسرات ص ۲۶۳

"تمام جہان کی امداد کرنے والے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہیں اس لئے کہ حضور ہی بارگاہِ الٰہی کے وارث ہیں بلاواسطہ خدا سے حضور ہی مدد لیتے ہیں اور تمام عالم مددِ الٰہی حضور کی وساطت سے لیتا ہے تو جس کامل کو جو خوبی ملی وہ حضور ہی کی مدد اور حضور ہی کے ہاتھ سے ملی۔"

شرح سیدی عشماوی میں ہے:۔

نعمتان ماخلا موجود عنهما نعمة الایجاد ونعمة الامداد هو صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الواسطة فیهما اذ لولا سبقة وجوده ماوجد موجود ولولا وجود نوره فی ضمائر الکون لتهدمت دعائم الوجود فهو الذی وجد اولا وله تبع الوجود وصار مرتبطا به لا استغنا له عنه۔

"کوئی موجود دو نعمتوں سے خالی نہیں نعمتِ ایجاد و نعمتِ امداد اور ان دونوں میں نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہی واسطہ ہیں کہ حضور پہلے موجود نہ ہو لیتے تو کوئی چیز وجود نہ پاتی اور عالم کے اندر حضور کا نور موجود نہ ہو تو وجود کے ستون ڈھے جائیں تو حضور ہی پہلے موجود ہوتے اور تمام جہان حضور کا طفیلی اور حضور سے وابستہ ہوا جسے کسی طرح حضور سے بے نیازی نہیں"

ان مضامین جمیلہ پر بکثرت ائمہ وعلماء کے نصوص جلیلہ فقیر کے رسالہ سلطنۃ المصطفےٰ فی ملکوت کل الوریٰ میں ہیں وللہ الحمد۔

خامساً ہماری تقریر سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضور خود نور ہیں تو حدیث مذکور میں نور حبیبک کی اضافت بھی من نورہ کی طرح بیانیہ ہے سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اظہار نعمتِ الٰہیہ کے لئے عرض کی واجعلنی نورا اور خود رب العزة عز جلالہ نے قرآن عظیم میں ان کو نور فرمایا قد جاءکم من الله نور وکتاب مبین

پھر حضور کے نور ہونے میں کیا شبہ رہا۔

اقول اگر نورہ میں اضافتِ بیانیہ نہ لو بلکہ نور سے وہی معنی مشہور یعنی روشنی کہ عرض و کیفیت ہے مراد لو تو سیّدِ عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اوّلِ مخلوق نہ ہوتے بلکہ ایک عرض و صفت، پھر وجودِ موصوف سے پہلے صفت کا وجود کیونکر ممکن؟ لاجرم حضور ہی خود وہ نور ہیں کہ سب سے پہلے مخلوق ہوا فلا حاجۃ الی ما قال العلامۃ الزرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ من ان لا یشکل بان النور عرض لا یقوم بذاتہ لان ھٰذا من خرق العوائد[1] اھ و رأیتنی کتبت علیہ لم لا یقال فیہ کما ستقولون فی قرینۃ من نورہ ان الاضافۃ بیانیۃ اھ

اقول خرق العوائد لا کلام فیہ والقدرۃ متسعۃ ولکن وجود الصفۃ بدون الموصوف مما لا یعقل لانہا ان قامت بغیرہ لم تکن صفۃ لہ بل لغیرہ او بنفسہا لم تکن صفۃ اصلاً اذ لا صفۃ الا المعنی القائم بغیرہ فاذا قام بنفسہ لم یکن صفۃ وعرضا بل جوھر او کونہ عرضا مع قیامہ بنفسہ جمع للضدین القدرۃ المتعالیۃ عن التعلق بالمحالات العقلیۃ ووزن الاعمال بمعنی وزن الصحف والبطاقات کما فی حدیث احمد والترمذی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم وصححہ وابن مردویہ واللالکائی والبیہقی فی البعث عن عبد اللہ بن عمر و ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ سیخلص رجلاً من امتی علی رأس الخلائق یوم القیٰمۃ فینشر علیہ تسعۃ وتسعین سجلا

---

[1] علامہ زرقانی : شرح مواہب اللدنیہ ج۱ ص ۵۵۱

كل سجل مثل مد البصر ثم يقول اتنكر من هذا شيئا اظلمك كتبتي الحافظون فيقول لا يا رب فيقول افلك عذر قال لا يا رب فيقول بلى ان لك عندنا حسنة وان لا ظلم عليك اليوم فتخرج بطاقة فيها اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده و رسوله فيقول احضر وزنك فيقول يا رب ما هذه البطاقة مع هذه السجلات فيقول انك لا تظلم قال فتوضع السجلات في كفة والبطاقة في كفة فطاشت السجلات و ثقلت البطاقة فلا يثقل مع اسم الله شیئ[1]

"تو اب علامہ زرقانی کے اِس قول کی حاجت نہ رہی اور یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ نور عرض ہے، قائم بذاتہ نہیں ہے کیونکہ یہ خرقِ عادت ہے، میں نے اِس پر لکھا کہ یہ اعتراض کیوں نہ کیا جائے کہ آپ من نورہ میں اضافتِ بیانیہ نہیں مانتے۔ میں کہتا ہوں (احمد رضا خاں) کہ خرقِ عادت میں تو کوئی کلام نہیں اور خدا کی قدرت بہت وسیع ہے لیکن صفت کا وجود بغیر موصوف کے سمجھ میں نہیں آسکتا (کیونکہ صفت کی دو ہی صورتیں ہیں) موصوف کے غیر کے ساتھ قائم ہو تو موصوف کی صفت نہ ہو گی بلکہ غیر کی ہو گی اور اگر قائم بنفسہا ہو تو صفت ہی نہ ہوئی کیونکہ صفت کہتے اسے ہیں جو غیر کے ساتھ قائم ہو، جب وہ قائم بنفسہا ہو تو وہ نہ صفت ہوئی اور نہ ہی عرض بلکہ وہ جوہر ہوئی اور یہ (کہنا) کہ عرض اور قائم بنفسہٖ بھی ہے تو یہ اجتماعِ ضدّین لازم آتا ہے (اور اجتماعِ ضدین باطل ہے) اور قدرتِ الٰہیہ محالاتِ عقلیہ سے متعلق نہیں ہوتی وزن اعمال (جو کہا جاتا ہے) بایں معنے ہے کہ کاغذ اور صحیفے

---

[1] ابو عیسےٰ ترمذی ، جامع ترمذی ، باب الایمان مطبوعہ نور محمد، کراچی ص ۳۷۸

تو لے جائیں گے جیسے کہ حدیث میں آیا ہے جسے احمد، ترمذی، ابنِ حبان، حاکم نے صحیح قرار دیا ہے، ابنِ مردویہ، امام لالکائی اور بیہقی نے قیامت کی بحث میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری امت میں سے ایک شخص کو چن لے گا، پھر اُس کے سامنے ننانوے رجسٹر کھولے جائیں گے اور ہر رجسٹر حدِ نگاہ تک ہوگا، پھر اُسے کہا جائے گا تو اس سے انکار کرتا ہے یا میرے فرشتوں (کراماً کاتبین) نے تم پر ظلم کیا ہے؟ وہ کہے گا اے میرے رب نہیں، اللہ فرمائے گا کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ بندہ کہے گا نہیں، اللہ فرمائیگا ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے، آج تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ پھر ایک کاغذ نکالا جائے گا جس پر کلمۂ شہادت لکھا ہوگا۔ اللہ فرمائے گا جا! اِس کا وزن کرا' بندہ عرض کرے گا کہ اِن رجسٹروں کے سامنے اِس کاغذ کی کیا حیثیت ہے؟ اللہ فرمائے گا تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر ایک پلڑے میں ننانوے رجسٹر رکھے جائیں گے اور دوسرے میں وہ کاغذ (جس پر کلمہ شریف لکھا ہوگا) چنانچہ رجسٹروں کا پلڑا ہلکا ہوگا اور کاغذ کا بھاری اور اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز وزنی نہ ہوگی۔" (مرتب)

بالجملہ حاصلِ حدیث شریف یہ ٹھہرا کہ اللہ تعالےٰ نے محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک کو اپنی ذاتِ کریم سے پیدا کیا یعنی عین ذات کی تجلی بلا واسطہ ہمارے حضور ہیں باقی سب ہمارے حضور کے نور و ظہور ہیں، صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وکرم۔

واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵ از کلکتہ، مچھوا بازار، اسٹریٹ نمبر ۲۱، متصل چوپلیا مسجد،
مرسلہ حکیم اظہر علی صاحب، ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

بحضور اقدس جناب مولانا مدظلہ العالی ۔ یہ اشتہار ترسیلِ خدمت ہے، اگر صحیح ہو تو اس پر صاد کر دیا جائے، والجواب مفصل ترقیم فرمائیں والادب ۔ اظہر علی عفی عنہ

نقل اشتہار

دب نہدنی علما نور رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا اللہ تعالے کا ذاتی نور یعنی جزو ذات یا عین ذات کا ٹکڑا نہیں ہے بلکہ پیدا کیا ہوا، نور مخلوق ہے جیسا کہ نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا ہے اول ما خلق اللہ نوری اول ما خلق اللہ القلم اول ما خلق اللہ العقل کذا فی تاریخ الخمیس و فی سر الاسرار اور ذاتی نور کہنے سے نورِ رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو جزو ذات یا عین ذات یا ٹکڑا ذات خدائے تعالے کا کہنا لازم آتا ہے، یہ کلام کفر ہے اور نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا قدیم ہونا لازم آتا ہے کیونکہ ذاتی کے معنے اگر اصطلاحی لئے جائیں تو جزو خدا یا عین خدا یا ٹکڑا ذاتِ خدا کا ہونا لازم آتا ہے، یہی کلام کفر ہے اور عقائد بعض جُہّال کے یہی ہیں، اس سبب سے نور رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو نور ذاتی یا ذاتی نور یا اللہ تعالے کی ذات کا ٹکڑا نہ کہنا چاہیئے، اگر نور رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو نورِ خدا یا نورِ مخلوق خدا یا نورِ ذاتِ خدا یا نورِ جمالِ خدا کہے تو کہنا جائز ہے جیسا کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالے علیہ نے اپنی کتاب سر الاسرار میں فرمایا ہے لما خلق اللہ تعالی روح محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اولاً من نور جمالہ۔ اور حدیث قدسی میں آیا ہے خلقت روح محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من نور وجھی کما قال النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اول ما خلق اللہ روحی اول ما خلق اللہ نوری کیونکہ ایک چیز کو دوسرے کی طرف

اضافت کرنے سے جزو اُس کا یا عین اس کا لازم نہیں آتا ہے کیونکہ مضاف و مضاف الیہ کے درمیان مغائرت شرط ہے چنانچہ بیت اللہ و ناقۃ اللہ و نور اللہ و روح اللہ، پس ثابت ہوا کہ نورِ رسولِ خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نور مخلوق خدا یا نورِ ذاتِ خدا یا نورِ جمالِ خدا ہے، نورِ ذاتی یعنی اللہ تعالےٰ کی ذات کا ٹکڑا و جزو و عین نہیں ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

المشتہر: عبدالمہیمن قاضی علاقہ تھانہ بہو بازار وغیرہ کلکتہ

الجواب

رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا نور بلا شبہ اللہ عزوجل کے نورِ ذاتی یعنی عین ذاتِ الٰہی سے پیدا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے فتوے میں تصریحاتِ علمائے کرام سے محقق کیا اور اس کے معنے بھی وہیں شرح کر دئے۔ حاش للہ! کسی مسلمان کا عقیدہ کیا گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ نورِ رسالت یا کوئی چیز معاذ اللہ ذاتِ الٰہی کا جز یا اس کا عین و نفس ہے۔ ایسا اعتقاد ضرور کفر و ارتداد

ای ادعاء الجزئیۃ مطلقا والعینیۃ بمعنی الاتحاد ای ھو ھو فی مرتبۃ الفرق اما ان الوجود واحد والموجود واحد فی مرتبۃ الجمع والکل ظلالہ وعکوسہ فی مرتبۃ الفرق فلا موجود الا ھو فی مرتبۃ الحقیقۃ الذاتیۃ اذ لاحظ لغیرہ فی حد ذاتہ من الوجود اصلا جملۃ واحدۃ من دون ثنیا فحق ناصع لاشک فیہ۔ مگر نورِ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا نورِ ذاتی کہنے سے نہ عینِ ذات یا جزءِ ذات ہونا لازم نہ مسلمانوں پر بدگمانی جائز نہ عرفِ عام علماء و عوام میں اُس سے یہ معنے مفہوم، نہ نورِ ذات کہنے کو نورِ ذاتی کہنے پر کچھ ترجیح جس سے وہ جائز اور یہ ناجائز ہو۔

اوّلاً ذاتی کی یہ اصطلاح کہ عینِ ذات یا جزءِ ماہیت ہو خاص ایساغوجی کی اصطلاح ہے، علماء و عامہ کے عرفِ عام میں نہ یہ معنے مراد ہوتے ہیں نہ ہرگز مفہوم، عام محاورہ میں کہتے ہیں یہ میں اپنے ذاتی علم سے کہتا ہوں یعنی کسی کی کہی سنائی نہیں۔ یہ مسجد میں نے اپنے ذاتی روپیہ سے بنائی ہے یعنی چندہ وغیرہ مالِ غیر سے نہیں۔ ائمہ اہلِ سنت جن کا عقیدہ ہے کہ صفاتِ الٰہیہ

عینِ ذات نہیں، اللہ عزوجل کے علم و قدرت و سمع و بصر و ارادہ و کلام و حیات کو اس کی صفتِ ذاتی کہتے ہیں، حدیقۂ ندیہ میں ہے:-

اعلم ان الصفات التی ھی لا عین الذات ولا غیرھا انما ھی الصفات الذاتیۃ الخ[1]

"بیشک وہ صفات جو اللہ تعالٰی کی نہ عین اور نہ غیر ہیں، صرف وہ ذاتی صفات ہیں" (مرتب)

علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف، رسالہ "تعریفات" میں فرماتے ہیں:-

الصفات الذاتیۃ ھی ما یوصف اللہ تعالٰی بہا ولا یوصف بضدھا نحو القدرۃ والعزۃ والعظمۃ وغیرھا۔

"ذاتی صفات وہ ہیں جن سے اللہ تعالٰی موصوف ہے اور اُن کی ضد سے موصوف نہیں جیسے قدرت، عزت، عظمت وغیرہا" (مرتب)

وجوبِ ذاتی و امتناعِ ذاتی و امکانِ ذاتی کا نام حکمت و کلام و فلسفہ وغیرہا میں سنا ہوگا یعنی ان الذات تقتضی لذاتہا الوجود او العدم۔ اوّلاً ان میں کوئی بھی اپنے موصوف کا نہ عینِ ذات ہے نہ جزء بلکہ مفہوماتِ اعتباریہ ہیں جن کے لئے خارج میں وجود نہیں کما حقق فی محلہ۔ یونہی اصلین اعنی علمِ کلام و علمِ اصولِ فقہ میں افعال کے حسنِ ذاتی و قبحِ ذاتی کا مسئلہ اور اس میں ہمارے ائمہ ماتریدیہ کا مذہب سنا ہوگا حالانکہ بداہۃً حسن و قبح نہ عینِ فعل ہیں نہ جزءِ فعل۔ محقق علی الاطلاق تحریر الاصول میں فرماتے ہیں:-

ما اتفقت فیہ الاغراض والعادات واستحق بہ المدح والذم فی نظر العقول لتعلق مصالح الکل بہ ھو المراد بالذاتی للقطع بان مجرد حرکۃ الید قتلا ظلما لا تزید حقیقتہا

---

[1] علامہ عبدالغنی نابلسی: حدیقہ ندیہ مکتبہ نوریہ رضویہ ۱ص ۲۵۴

على حقيقتها عدلا فلو كان الذاتى مقتضى الذات اتحد

لانه مهما حسنا او قبحا فانما يراد اى بالذاتى، ما يجزم به

العقل لفعل من الصفة بمجرد تعلقه كائنا عن صفة نفس

من قام به فباعتبارها يوصف بانه عدل حسن او ضده اه

ثانیاً ذاتی میں یائے نسبت ہے، ذاتی منسوب بہ ذات اور متغائرین میں ہر اضافت مصحح نسبت جو چیز دوسرے کی طرف مضاف ہوگی ضرور اس کی طرف منسوب ہوگی کہ اضافت بھی ایک نسبت ہی ہے، تو جب نورِ ذات کہنا صحیح ہے تو نورِ ذاتی کہنا بھی قطعاً صحیح ہوگا ورنہ نسبت ممتنع ہوگی تو نورِ ذات کہنا بھی باطل ہو جائے گا ھذا خلف۔

ثالثاً نورِ ذات کہنا جس کا جواز مانع کو بھی تسلیم ہے اس میں اضافتِ بیانیہ ہو یعنی وہ نور کہ عین ذاتِ الٰہی ہے تو معاذ اللہ نورِ رسالت کا عین ذاتِ الوہیت ہونا لازم آتا ہے پھر یہ کیوں نہ منع ہوا، اگر کہئے یہ معنے مراد نہیں بلکہ اضافت لامیہ ہے اور اس کی وجہ تشریف جیسے بیت اللہ و ناقۃ اللہ و روح اللہ تو اسی معنے پر نورِ ذاتی میں کیا حرج ہے یعنی وہ نور کہ ذاتِ الٰہی سے نسبتِ خاصہ ممتازہ رکھتا ہے، شرح المواہب للعلامۃ الزرقانی میں ہے ؛۔

اضافة تشريف واشعار بانه خلق عجيب وان له

شانا له مناسبة ما الى الحضرة الربوبية على حد

قوله تعالى و نفخ فيه من روحه [1]

" اضافت تشریفیہ ہے اور یہ بتاتا ہے کہ آپ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم عجیب مخلوق ہیں اور بارگاہِ ربوبیت میں آپ کو خاص نسبت ہے جیسے و نفخت فیہ من روحی۔" (مرتب)

---

[1] علامہ زرقانی : شرح زرقانی ج۱ ص ۵۵

رابعًا نورِ ذاتی میں اگر ایک معنے معاذ اللہ کفر ہیں کہ ذاتی کو اصطلاح فنِ ایسا غوجی پر حمل کریں جو ہرگز قائلوں کی مراد نہیں بلکہ غالبًا ان کو معلوم بھی نہ ہو گی تو نورِ ذات یا نور اللہ کہنے میں جن کا جواز خود مانع کو مسلم ہے عیاذً باللہ متعدد وجہ پر معانی کفر ہیں۔

ہم نے فتوائے دیگر میں بیان کیا کہ نور کے دو معنے ہیں، ایک ظاہر بنفسہٖ مظہرٌ لغیرہٖ، بایں معنے اگر اضافتِ بیانیہ لو تو نورِ رسالت عینِ ذاتِ الٰہی ٹھہرے اور یہ کفر ہے اور اگر لامیہ لو تو یہ معنے ہوں گے کہ وہ نور کہ آپ بذاتِ خود ظاہر اور ذاتِ الٰہی کا ظاہر کرنے والا ہے، یہ بھی کفر ہے۔ دوسرے معنے کیفیت و عرض جسے چمک جھلک، اجالا، روشنی کہتے ہیں، معنیٰ پر اضافت بیانیہ لو تو کفرِ عینیت کے علاوہ ایک اور کفرِ عرضیت عارض ہو گا کہ ذاتِ الٰہی معاذ اللہ ایک عرض و کیفیت قرار پائی اور اگر لامیہ لو تو کسی کی روشنی کہنے سے غالبًا یہ مفہوم کہ یہ کیفیت اس کو عارض ہے جیسے نورِ شمس و نورِ قمر و نورِ چراغ یوں معاذ اللہ، اللہ عزوجل محلِ حوادث ٹھہرے گا، یہ بھی صریح ضلالت و گمراہی و منجر بہ کفرِ لزومی ہے، ایسے خیالات سے اگر نورِ ذاتی کہنا ایک درجہ ناجائز ہو گا تو نورِ ذات و نور اللہ کہنا چار درجے، حالانکہ ان کا جواز مانع کو مسلم ہونے کے علاوہ نور اللہ تو خود قرآنِ عظیم میں وارد ہے:

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون[1] ۔ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکفرون[2] ۔

"اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو تمام فرمانے والا ہے اگرچہ کافر ناپسند کریں"

(مرتب)

حدیث میں ہے اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ (مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نور اللہ سے دیکھتا ہے) (مرتب)

---

[1] القرآن، سورہ الصف، آیت ۸ [2] القرآن توبہ ۳۲

خامسًا مضاف و مضاف الیہ میں اگر مغایرت شرط ہے تو منسوب و منسوب الیہ میں کیا شرط نہیں۔

سادسًا بلکہ اِس طور پر جو مانع نے اختیار کیا، رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سب سے پہلے مخلوقِ الٰہی نہ رہیں گے، دو چیزیں حضور سے پہلے مخلوق قرار پائیں گی اور یہ خلافِ حدیث و خلافِ نصوصِ ائمہ قدیم و حدیث۔ حدیث میں ارشاد ہوا یاجابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ "اے جابر! اللہ تعالےٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا" یہاں دو اضافتیں ہیں، نورِ نبی و نورِ خدا، اور معترض کے نزدیک اضافت میں مغایرت شرط ہے تو نورِ نبی غیرِ نبی ہوا اور نورِ خدا غیرِ خدا اور غیرِ خدا جو کچھ ہے مخلوق ہے تو نورِ خدا مخلوق ہوا اور اس نور سے نورِ نبی بنا تو ضرور نورِ خدا نورِ نبی سے پہلے مخلوق تھا اور نورِ نبی باقی سب اشیاء سے پہلے بنا اور اشیاء میں خود نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بھی ہیں تو نورِ نبی، نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے پہلے بنا اور اس سے پہلے نورِ خدا بنا تو نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے دو مخلوق پہلے ہوئے، یہ محض باطل ہے۔

سابعًا حل یہ ہے کہ ایسا غوجی میں ذاتی مقابلِ عرضی ہے بایں معنٰے اللہ عزوجل نورِ ذاتی و نورِ عرضی، دونوں سے پاک و منزہ ہے مگر وہ یہاں نہ مراد نہ مفہوم اور عام محاورہ میں ذاتی مقابل صفاتی و اسمائی ہے اور یہاں یہی مقصود، بایں معنٰے اللہ عزوجل کے لئے نورِ ذاتی و نورِ صفاتی و نورِ اسمائی سب ہیں کہ اس کی ذات و صفات و اسماء کی تجلّیاں ہیں، نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تجلّیٔ ذات اور انبیاء و اولیاء و سائر خلق اللہ تجلّیٔ اسماء و صفات ہیں جیسا کہ ہم نے فتوائے دیگر میں شیخِ محقق سے نقل کیا، رحمہ اللہ تعالےٰ، واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وسلم۔

نفی سایۂ مصطفوی (علیہ السلام)

کے

بارے میں ایک مدلّل رسالہ

نفی الفئ عمّن

استنار بنورہٖ کلّ شئ

امام احمد رضا قادری

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ الذی خلق قبل الاشیاء نور نبینا من نورہ و خلق الانوار جمیعا من لمعات ظہورہ فہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نورا لانوار وممد جمیع الشموس و الاقمار سماہ ربہ فی کتابہ الکریم نورا وسراجا منیرا فلولا انارتہ لما استنارت شمس ولا تبین یوم من امس ولا تعین وقت للخمس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی المستنیرین بنورہ المحفوظین عن الطمس جعلنا اللہ تعالیٰ منہم فی الدنیا ویوم لا یسمع الا ھمس۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کیلئے سایہ تھا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

بے شک اس مہرِ سپہرِ اصطفاء ماہِ منیرِ اجتباء صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا اور یہ امر احادیث واقوالِ علمائے کرام سے ثابت اور اکابر ائمہ وجہابذ فضلا مثل حافظ رزین محدث و علامہ ابنِ سبع صاحبِ شفاء الصدور و امام علامہ قاضی عیاض صاحب کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفےٰ و امام عارف باللہ سیدی جلال الملۃ والدین محمد بلخی رومی قدس سرہ و علامہ حسین بن محمد دیار بکری و اصحابِ سیرتِ شامی و سیرتِ حلبی و امام علامہ جلال الملۃ والدین سیوطی و امام شمس الدین ابو الفرج ابنِ جوزی محدث صاحب کتاب الوفاء و علامہ شہاب الحق والدین خفاجی صاحبِ نسیم الریاض و امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحبِ مواہبِ لدنیہ و منحِ محمدیہ و فاضلِ اجل محمد زرقانی مالکی

شارح مواہب و شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی و جناب شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی و بحرالعلوم مولانا عبدالعلی لکھنوی و شیخ الحدیث مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی وغیرہم اجلۂ فاضلین و مقتدایان کہ آجکل کے مدعیانِ خام کار کو ان کی شاگردی بلکہ کلام سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں، خلفاً عن سلف دائماً اپنی تصانیف میں اس کی تصریح کرتے آئے اور مفتیٔ عقل و قاضیٔ نقل نے باہم اتفاق کر کے اس کی تاسیس و تشیید کی :-

فقد اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یریٰ لہ ظل فی شمس ولا قمر [1]

یعنی "سرورِ عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا سایہ نظر نہ آتا تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں"

سیدنا عبداللہ بن مبارک اور حافظ علامہ ابنِ جوزی محدث رحمہما اللہ تعالےٰ حضرت سیدنا و ابن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں :-

قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس قط الا غلب ضوؤہ ضوء الشمس ولم یقم مع السراج قط الا غلب ضوؤہ علی ضوء السراج [2]

یعنی "رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا اور نہ کھڑے ہوتے آفتاب کے سامنے مگر یہ کہ ان کا نور عالم افروز خورشید کی روشنی پر غالب آگیا اور نہ قیام فرمایا چراغ کی ضیاء میں مگر یہ کہ حضور کے تابشِ نور نے اس کی چمک کو دبا لیا۔"

امامِ علام حافظ جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالےٰ نے کتاب خصائصِ کبریٰ میں

---

[1]

[2] ابن جوزی | کتاب الوفاء | ج ۲ | ص ۴۰۷ | مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ

اِس معنے کے لئے ایک باب وضع فرمایا اور اس میں حدیثِ ذکوان ذکر کر کے نقل کیا :۔

قال ابن سبع من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ظلہ کان لا یقع علی الارض وانہ کان نورا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا ینظر لہ ظل قال بعضہم ویشہد لہ حدیث قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نورا [1]

یعنی " ابنِ سبع نے کہا حضور کے خصائصِ کریمہ سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا اور آپ نورِ محض تھے تو جب دھوپ یا چاندنی میں چلتے آپ کا سایہ نظر نہ آتا، بعض علماء نے فرمایا اور اس کی شاہد ہے وہ حدیث کہ حضور نے اپنی دعا میں عرض کیا کہ مجھے نور کر دے "

نیز انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم باب ثانی فصلِ رابع میں فرماتے ہیں :۔

لم یقع ظلہ علی الارض ولا رئی لہ ظل فی شمس ولا قمر قال ابن سبع لانہ کان نورا قال رزین لغلبۃ انوارہ [2]

" نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑا، حضور کا سایہ نظر نہ آیا، نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں، ابنِ سبع نے فرمایا اس لئے کہ حضور نور ہیں، امام رزین نے فرمایا اس لئے کہ حضور کے انوار سب پر غالب ہیں "

امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ شفا شریف میں فرماتے ہیں :۔

---

[1] جلال الدین سیوطی | خصائص کبرٰی | ۱/ | ص ۱۶۹ | دار الکتب الحدیثیۃ ، مصر

[2] ایضاً | انموذج اللبیب | ص ۵۳ | مطبع الکتاب ، لاہور

وما ذکر من ان لا ظل لشخصہ فی شمس ولا قمر

لانہ کان نورا [1]

یعنی حضور کے دلائلِ نبوت و آیاتِ رسالت سے ہے وہ بات جو مذکور ہوئی کہ آپ کے جسمِ انور کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں اس لئے کہ حضور نور ہیں انتہیٰ۔
علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں، دھوپ اور چاندنی اور جو روشنیاں کہ ان میں بسبب اس کے کہ اجسام انوار کے حاجب ہوتے ہیں لہٰذا ان کا سایہ نہیں پڑتا جیسا کہ انوارِ حقیقت میں مشاہدہ کیا جاتا ہے، پھر حدیث کتاب الوفار ذکر کر کے اپنی ایک رباعی انشاد کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سایۂ احمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن بسبب حضور کی کرامت و فضیلت کے زمین پر نہ کھینچا گیا اور تعجب ہے کہ باوجود اس کے تمام آدمی ان کے سایہ میں آرام کرتے ہیں، پھر فرماتے ہیں بہ تحقیق قرآنِ عظیم ناطق ہے کہ آپ نورِ روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا، اگر تو سمجھے تو وہ نور علیٰ نور ہیں

وھذا نصہ الخفاجی:

(و) ومن دلائل نبوتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ما ذکر) بالبناء للمجہول والذی ذکرہ ابن سبع (من ان) بیان ما الموصولۃ (لا ظل لشخصہ) ای جسدہ الشریف اللطیف اذا کان (فی شمس ولا قمر) مما تری فیہ الظلال لحجب الاجسام ضوء النیرین ونحوھما وعلل ذلک ابن سبع بقولہ (لانہ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کان نورا) والانوار شفافۃ لطیفۃ لا تحجب غیرھا والانوار لا ظل لہا کما تشاھد فی انوار الحقیقۃ وھذا

---

[1] قاضی عیاض　شفاء شریف　ج ۱　ص ۳۰۶

رواہ صاحب الوفاء عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس الاغلب ضوءہ ضوءہا ولا مع السراج الاغلب ضوءہ ضوءہ وقد تقدم ھٰذا والکلام علیہ ورباعیتہ فیہ وھی ؎

ماجر لظل احمد اذیال | فی الارض کرامۃ کما قد قالوا
ھٰذا عجب وکم بہ من عجب | والناس بظلہ جمیعا قالوا

وقالوا ھٰذا من القیلولۃ وقد نطق القرآن بانہ النور المبین وکونہ بشرا لاینافیہ کما توھم فان فھمت فھو نور علی نور فان النور ھو الظاھر بنفسہ المظھر لغیرہ وتفصیلہ فی مشکوٰۃ الانوار [1] انتہی

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی دفتر پنجم مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

چوں فناش از فقر پیرایہ شود | او محمد وار بے سایہ شود [2]

(صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

مولانا بحر العلوم نے شرح میں فرمایا:

"در مصرع ثانی اشارہ بمعجزۂ آں سرور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کہ آں سرور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم را سایہ نمی افتاد۔"

امام علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی رحمہ اللہ تعالٰے مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں،

---

[1] علامہ شہاب الدین خفاجی — نسیم الریاض — ج ۳ — ص ۲۸۲ — مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت

[2] مولانا رومی علیہ الرحمہ — مثنوی شریف — دفتر پنجم ص ۷۷ — مرکزی تحقیقات فارسی پاکستان

اسے حکیم ترمذی نے ذکوان سے پھر ابن سبع کا حضورؐ کے نور سے استدلال اور حدیث اجعلنی نورا سے استشہاد ذکر کیا حیث قال:-

لم یکن لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر رواہ الترمذی عن ذکوان وقال ابن سبع کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نورا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا یظھر لہ ظل قال غیرہ و یشھد لہ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نورا [1]

اسی طرح سیرتِ شامی میں ہے وزاد عن الامام الحکیم قال معناہ لئلا یطأ علیہ کافر فیکون مذلۃ لہ [2] یعنی امام ترمذی نے فرمایا اس میں حکمت یہ تھی کہ کوئی کافر سایۂ اقدس پر پاؤں نہ رکھے۔

اقول سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما تشریف لئے جاتے تھے، ایک یہودی حضرت کے گرد عجب حرکات اپنے پاؤں سے کرتا جاتا، اس سے دریافت فرمایا، بولا بات یہ ہے کہ اور تو کچھ قابو ہم تم پر نہیں پاتے، جہاں جہاں تمہارا سایہ پڑتا ہے اُسے اپنے پاؤں سے روندتا چلتا ہوں، ایسے خبیثوں کی شرارتوں سے حضرت حق عزّ جلالہ نے اپنے حبیب اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو محفوظ فرمایا، نیز اسی طرح سیرتِ حلبیہ [3] میں ہے قدر ما فی شفاء الصدور۔

محمد زرقانی رحمۃ اللہ تعالےٰ شرح میں فرماتے ہیں حضور کے لئے سایہ نہ تھا اور

---

[1] علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی : مواہب لدنیہ ج۱ ص ۲۸۰ مطبوعہ مصر

[2] محمد بن یوسف الشامی : سبل الہدیٰ والرشاد (سیرتِ شامی) ج۲ ص ۱۲۳

[3] علی بن برہان الدین الحلبی : سیرتِ حلبیہ ج۲ ص ۴۲۲ مطبوعہ مکتبۃ الاسلامیہ، بیروت

علامہ حسین بن محمد دیار بکری کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس صلے اللہ تعالیٰ علیہ و سلم النوع الرابع مااختص صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بہ من الکرامات میں فرماتے ہیں :-

لم یقع ظلہ علی الارض ولا رئی لہ ظل فی شمس ولا قمر[1]

"حضور کا سایہ زمین پر نہ پڑتا نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں نظر آتا"

بعینہٖ اسی طرح کتاب نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی الاطہار میں ہے۔

امام نسفی تفسیر مدارک شریف میں زیر قولہٖ تعالےٰ لولا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنٰت بانفسھم خیرا فرماتے ہیں :-

قال عثمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اللہ ما اوقع ظلک علی الارض لئلا یضع انسان قدمہ علیٰ ذٰلک الظل[2]

"امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے عرض کی بے شک اللہ تعالےٰ نے حضور کا سایہ زمین پر نہ ڈالا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ دے"

امام ابن حجر مکی افضل القرٰی میں زیر قولِ ماتن قدس سرہٗ لم یساووک فی علاک وقد حال سنا منک دونھم و سناء انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فضائل میں حضور کے برابر نہ ہوئے حضور کی چمک اور رفعت حضور تک انکے پہنچنے سے مانع ہوئی، فرماتے ہیں :-

ھو مقتبس من تسمیتہ تعالیٰ لنبیہ نورا فی نحو قد جاءکم من اللہ نور وکتٰب مبین وکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکثر الدعاء بان اللہ یجعل کلا من حواسہ واعضائہ و بدنہ نورا اظہار الوقوع ذٰلک وتفضل اللہ تعالیٰ علیہ بہ لیزداد شکرہ و

---

[1] الشیخ حسین بن محمد الدیار بکری تاریخ الخمیس ج۱ ص ۲۲۰ مطبوعہ مطبع عثمان عبدالرزاق

[2] علامہ نسفی تفسیر مدارک ج ۳ ص ۱۳۵ مطبوعہ دار الکتب العربی، بیروت

وجہ اس کی یہ ہے کہ حضور نور ہیں جیسا کہ ابن سبع نے کہا اور حافظ رزین محدث فرماتے ہیں سبب اس کا یہ تھا کہ حضور کا نور ساطع تمام انوارِ عالم پر غالب تھا اور بعض علماء نے کہا کہ حکمت اس کی رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو بچانا ہے اس سے کہ کسی کافر کا پاؤں ان کے سایہ پر پڑے وھٰذا کلامہ برمتہ ۔ (زرقانی کی اصل عبارت)

(و لم یکن لہ صلی اللہ تعالی علیہ و سلم ظل فی شمس و لا قمر) لانہ کان نوراً کما قال ابن سبع وقال رزین بغلبۃ انوارہ قیل حکمۃ ذالک صیانتہ عن ان یطأ کافر علی ظلہ رواہ الترمذی الحکیم عن ذکوان ابی السمان الزیات المدنی او ابی عمرو المدنی مولی عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا و کل منہما ثقۃ من التابعین فھو مرسل لکن روی ابن المبارک و ابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما لم یکن للنبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ظل و لم یقم مع الشمس قط الا غلب ضوءہ ضوء الشمس و لم یقم مع سراج قط الا غلب ضوءہ ضوء السراج (و قال ابن سبع کان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نوراً فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا یظھر لہ ظل) لان النور لا ظل لہ (و قال غیرہ و یشھد لہ قولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی دعائہ) لما سأل اللہ تعالی ان یجعل فی جمیع اعضائہ و جہاتہ نوراً ختم بقولہ (و اجعلنی نوراً) والنور لا ظل لہ و بہ یتم الاستشھاد انتہی [1]

---

[1] علامہ زرقانی   زرقانی شرح مواہب لدنیہ   ج ۴   ص ۲۵۳

شکرامت علی ذٰلک کما امرنا بالدعاء الذی فی اٰخر البقرۃ مع وقوعہ وتفضل اللہ تعالٰی بہ لذٰلک ومما یؤیدانہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صار نورا وانہ کان اذا مشٰی فی الشمس والقمر لایظہر لہ ظل لانہ لایظہر الا لکثیف وھو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قد خلصہ اللہ من سائر الکثافات الجسمانیۃ وصیرہ نورا صرفا لا یظہر لہ ظل اصلا۔

یعنی "یہ معنی اس سے لئے گئے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام نور رکھا مثلاً اس آیت میں کہ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور تشریف لائے اور روشن کتاب اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بکثرت یہ دعا فرماتے کہ الٰہی میرے تمام حواس و اعضاء سارے بدن کو نور کردے اور اس دعا سے یہ مقصود نہ تھا کہ نور ہونا ابھی حاصل نہ تھا اس کا حصول مانگتے تھے بلکہ یہ دعا اس امر کے ظاہر فرمانے کے لئے تھی کہ واقع میں حضور کا تمام جسم پاک نور ہے اور یہ فضل اللہ عزوجل نے حضور پر کردیا جیسے ہمیں حکم ہوا ہے کہ سورہ بقرہ شریف کے آخر کی دعا عرض کریں وہ بھی اسی اظہارِ وقوع و حصولِ فضلِ الٰہی کے لئے اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے نورِ محض ہوجانے کی تائید اس سے ہے کہ دھوپ یا چاندنی میں حضور کا سایہ نہ پیدا ہوتا اس لئے کہ سایہ تو کثیف کا ہوتا ہے اور حضور کو اللہ تعالٰے نے تمام جسمانی کثافتوں سے خالص کرکے نرا نور کردیا لہٰذا حضور کے لئے سایہ اصلاً نہ تھا"

علامہ سلیمان جمل فتوحاتِ احمدیہ شرح ہمزیہ میں فرماتے ہیں :-

لم یکن لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظل یظہر فی شمس ولا قمر[1]۔

---

[1] علامہ سلیمان جمل — فتوحاتِ احمدیہ شرح ہمزیہ — ص ۵ — مطبوعہ مکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی، مصر

"نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں"۔

فاضل محمد بن فہمیہ کی اِسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفٰےؐ واہل بیتہ الطاہرین میں ذکرِ خصائص نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں ہے :-

وانہ لا فیئ لہ

"حضور کا ایک خاصہ یہ ہے کہ حضور کیلئے سایہ نہ تھا"

مجمع البحار میں برمز ش یعنی زبدہ شرح شفا شریف میں ہے :-

من اسمائہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم النور قیل من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ اذا مشٰی فی الشمس و القمر لا یظھر لہ ظل لہ

"حضور کا ایک نام مبارک نور ہے، حضور کے خصائص سے شمار کیا گیا کہ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو سایہ نہ پیدا ہوتا"۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں :-

ونبود مر آنحضرت را صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سایہ نہ در آفتاب و نہ در قمر رواہ الحکیم الترمذی عن ذکوان فی نوادر الاصول وعجب است ازیں بزرگان کہ ذکر نکردند چراغ را و نور یکے از اسمائے آنحضرت است صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم و نور را سایہ نمے باشد انتہٰی لہ

لہ الشیخ محمد طاہر مجمع بحار الانوار ج ۲ ص ۴۰۲ مطبوعہ لکھنؤ (انڈیا)

لہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۲۳ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی

(ترجمہ) لہ سرکارِ دوعالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں نہ تھا، بروایت حکیم ترمذی از ذکوان، اور تعجب ہے ان بزرگوں نے اس ضمن میں چراغ کا ذکر نہیں کیا اور نور حضور کے اسمائے مبارکہ میں سے ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

جنابِ شیخ مجددِ جلد سوم مکتوبات مکتوب صدم میں فرماتے ہیں :۔

اور اصلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سایہ نبود در عالمِ شہادت سایۂ ہر شخص از شخص لطیف تر است، چوں لطیف ترے از وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دارد [1] عہ

نیز اسی کے آخر مکتوب ۱۲۲ میں فرماتے ہیں :۔

واجب را تعالیٰ چرا ظل بود کہ ظل موہم تولیدِ مثل است و منبئ از شائبہ عدمِ کمالِ لطافتِ اصل، ہر گاہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را از لطافت ظل نبود خدائے محمد را چگونہ ظل باشد [2] عہ

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر عزیزی سورۂ والضحیٰ میں لکھتے ہیں :۔

سایۂ ایشاں بر زمین نمی افتاد [3] عہ

فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہ استدلال امام ابنِ سبع کا حضور کے سراپا نور ہونے سے جس پر بعض علماء نے حدیث واجعلنی نوراً سے استشہاد اور علمائے لاحقین نے اسے اپنے کلمات میں

---

[1] مجددِ الف ثانی مکتوبات ج ۳ ص ۹۳ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی

[2] ایضاً ج ۳ ص ۱۵۵

[3] شاہ عبد العزیز تفسیر عزیزی ج ۳ ص ۳۱۲

عہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا عالمِ شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے بہت لطیف ہوتا ہے اور چونکہ جہان بھر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی چیز لطیف نہیں ہے لہٰذا آپ کا سایہ کیونکر ہو سکتا ہے؟

عہ اللہ تعالیٰ کا سایہ کیونکر ہو، سایہ تو وہم پیدا کرتا ہے کہ اس کی کوئی مثل ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ میں کمالِ لطافت نہیں ہے، دیکھیے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لطافت کی وجہ سے سایہ نہ تھا تو خدائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ کیونکر ممکن ہے۔

عہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑا۔

بنظرِ احتجاج یاد کیا۔

ہمارے مدعا پر دلالتِ واضحہ یہ ہے۔ دلیل شکل اوّل بدیہی الانتاج دو مقدموں سے مرکب، صغریٰ یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نور ہیں اور کبریٰ یہ کہ نور کے لئے سایہ نہیں جو ان دونوں مقدموں کو تسلیم کرے گا نتیجہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا' آپ ہی پا لے گا مگر دونوں مقدموں میں کوئی مقدمہ ایسا نہیں جس میں مسلمان ذی عقل کو گنجائشِ گفتگو ہو، کبریٰ تو ہر عاقل کے نزدیک بدیہی اور مشاہدہ بصر و شہادتِ بصیرت سے ثابت' سایہ اُس جسم کا پڑے گا جو کثیف ہو اور انوار کو اپنے ماوراء سے حاجب' نور کا سایہ پڑے تو تنویر کون کرے۔ اِس لئے دیکھو آفتاب کے لئے سایہ نہیں اور صغریٰ یعنی حضورِ والا کا نور ہونا مسلمان کا تو ایمان ہے' حاجتِ بیان حجت نہیں مگر تبکیتِ معاندین کے لئے اس قدر اشارہ ضرور کہ حضرتِ حق سبحانہٗ وتعالےٰ فرماتا ہے :-

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا[1]

"اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ چمکتا"

یہاں سراج سے مراد چراغ ہے یا ماہ یا مہر، سب صورتیں ممکن ہیں اور خود قرآنِ عظیم میں آفتاب کو سراج فرمایا :-

وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِیْھِنَّ نُوْرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا[2]

اور فرماتا ہے :-

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ[3]

---

[1] ۳۳/۴۵ [2] ۷۱/۱۶ [3] ۵/۱۵

[2] ترجمہ : اور بنایا پروردگار نے چاند کو نور آسمانوں میں اور بنایا سورج کو چراغ۔

"تحقیق آیا تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک نور اور کتاب روشن"

علماء فرماتے ہیں یہاں نور سے مراد محمد صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ہیں۔

اسی طرح آیۂ کریمہ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى[عہ] میں امام جعفر صادق اور کریمہ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ[عہ] میں بعض مفسرین نجم اور نجم الثاقب سے ذاتِ پاک سیدِ لولاک مراد لیتے ہیں صلے اللہ تعالے علیہ وسلم[۳]

بخاری و مسلم وغیرہما کی احادیث میں بروایت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور سرورِ عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سے ایک دعا منقول جس کا خلاصہ یہ ہے :۔

اللّٰهم اجعل فی قلبی نورا وفی بصری نورا وفی سمعی نورا وفی عصبی نورا وفی لحمی نورا وفی دمی نورا وفی شعری نورا وفی بشری نورا وعن یمینی نورا وعن شمالی نورا وامامی نورا وخلفی نورا وفوقی نورا وتحتی نورا واجعلنی نورا[۴]

"کہ الٰہی میرے دل اور میری جان اور میری آنکھ اور میرے کان اور میرے گوشت و پوست و خون و استخوان اور میرے زیر و بالا و پس و پیش و چپ و راست اور ہر عضو میں نور اور خود مجھے نور کر دے"

جب وہ یہ دعا فرماتے اور ان کے سننے والے نے انہیں ضیائے تابندہ و مہرِ رخشندہ و نورِ الٰہی کہا پھر اس جناب کے نور ہونے میں مسلمان کو کیا شبہ رہا؟ حدیث ابنِ عباس میں ہے کہ اُن کا نور چراغ و خورشید پر غالب آتا، اب خدا جانے غالب آنے سے یہ مراد ہے کہ ان کی روشنیاں

---

[۱] $\frac{۵۳}{۱}$ [۲] $\frac{۸۶}{۳۰۲}$ [۳] علامہ قاضی عیاض: شفا شریف ج ۱ ص ۲۸-۳۰

[۴] مسلم بن الحجاج مسلم شریف ج ۱ ص ۲۶۱ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی

عہ اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ عہ اور کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے، چمکتا تارا۔

اس کے حضور پھیکی پڑ جاتیں جیسے چراغ پیشِ مہتاب یا یکسر ناپدید و کالعدم ہو جاتیں جیسے ستارے حضورِ آفتاب۔"

ابنِ عباس کی حدیث میں ہے :-

واذا تکلم رُئی کالنور یخرج من بین ثنایاہ [۱]

"جب کلام فرماتے دانتوں سے نور چھنتا نظر آتا"

وصاف کی حدیث میں وارد ہے :-

یتلألؤ وجھہ تلألؤ القمر لیلۃ البدر اقنی العرنین

لہ نور یعلوہ یحسبہ من لم یتاملہ اشم انور المتجرد [۲]

"یعنی حضور کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا، بلند بینی تھی اور اس پر ایک نور کا نکا تجلی رہتا کہ آدمی خیال نہ کرے تو ناک اس روشن نور کے سبب بہت اونچی معلوم ہو، کپڑوں سے باہر جو بدن تھا یعنی چہرہ اور ہتھیلیاں وغیرہ، نہایت روشن و تابندہ تھا، صلے اللہ تعالے علی کل عضو من جسمہ الانور الاعطر و بارک وسلم۔"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کان الشمس تجری فی وجھہ [۳] "گویا آفتاب ان کے چہرے میں رواں تھا" اور فرماتے ہیں اذا ضحک یتلألؤ الجدر [۴] "جب حضور ہنستے دیواریں روشن ہو جاتیں"

ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں لو رأیتہ لقلت الشمس طالعۃ [۵] "اگر تو انہیں دیکھتا، کہتا آفتاب طلوع کر رہا ہے۔" ابو قرصافہ کی ماں اور خالہ فرماتی ہیں رأینا کان النور یخرج من فیہ [۶] "ہم نے نور سا نکلتے دیکھا ان کے دہانِ پاک سے۔"

---

[۱] قاضی عیاض شفاء شریف ج۱ ص ۵۵ [۲] شمائل ترمذی ص ۲-۳ (امین کمپنی، دہلی)

[۳] قاضی عیاض شفاء شریف ج۱ ص ۵۱

[۵] علامہ جلال الدین سیوطی خصائص کبرے ج۱ ص ۱۷۹ دارالکتب الحدیثیہ، مصر

[۶] مجمع الزوائد، حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی دارالکتاب، بیروت ج۸ ص ۲۸۰

احادیثِ کثیرۂ مشہورہ میں وارد جب حضورؐ پیدا ہوئے، ان کی روشنی سے بصرہ اور روم و شام کے محل روشن ہو گئے۔ چند روایتوں میں ہے اضاء لہ ما بین المشرق والمغرب[1] "شرق سے غرب تک منور ہو گیا" اور بعض میں ہے امتلأت الدنیا کلھا نورا[2] "تمام دنیا نور سے بھر گئی"۔

آمنہ حضور کی والدہ فرماتی ہیں رایت نورا ساطعا من رأسہ قد بلغ السماء[3] "میں نے ان کے سر سے ایک نور بلند ہوتا دیکھا کہ آسمان تک پہنچا"۔

ابن عساکر نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت کی، میں سیتی تھی، سوئی گر پڑی، تلاش کی، نہ ملی، اتنے میں رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تشریف لائے، حضور کے نورِ رُخ کی شعاع سے سوئی ظاہر ہو گئی[4]۔

علامہ فاسی مطالع المسرات میں علامہ ابن سبع سے نقل کرتے ہیں:۔

کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یضیئ البیت المظلم من نورہ[5]

"نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے نور سے خانۂ تاریک روشن ہو جاتا"۔

اب نہیں معلوم کہ حضور کے لئے سایہ ثابت نہ ہونے میں کلام کرنے والا آپ کے نور ہونے کا انکار کرے گا یا انوار کے لئے بھی سایہ مانے گا یا مختصر طور پر یوں کہیئے کہ یہ تو بالیقین معلوم کہ سایہ جسم کثیف

---

[1] علامہ یوسف نبہانی — انوارِ محمدیہ — ص ۲۴۰ — مطبوعہ مکتبہ ایشیق استانبول، ترکی

[2] جلال الدین سیوطی، — خصائص کبرے — ج ۱ ص ۱۱۸ — (دار الکتب الحدیثیۃ، مصر)

[3] ایضاً، — ص ۱۲۲

[4] تاریخ ابن عساکر — بحوالہ خصائص کبرے — علامہ جلال الدین سیوطی — ج ۱ ص ۱۵۶

[5] امام محمد المہدی الفاسی — مطالع المسرات — ص ۳۹۳ — مکتبہ رضویہ، فیصل آباد

کا پڑتا ہے نہ جسم لطیف کا، اب مخالف سے پوچھنا چاہیئے تیرا ایمان گواہی دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جسمِ اقدس لطیف نہ تھا عیاذاً باللہ کثیف تھا اور جو اس سے تحاشی کرے تو پھر عدمِ سایہ کا کیوں انکار کرتا ہے؟

بالجملہ جبکہ حدیثیں اور اتنے اکابر ائمہ کی تصریحیں موجود کہ اگر مخالف اپنے کسی دعوے میں ان میں سے ایک کا قول پائے، کس خوشی سے معرضِ استدلال میں لائے جاہلانہ انکار، مکابرہ درج بختی ہے، زبان ہر ایک کی اس کے اختیار میں ہے چاہے دن کو رات کہدے یا شمس کو ظلمات، آخر کار مخالف جو سایہ ثابت کرتا ہے اس کے پاس بھی کوئی دلیل ہے یا فقط اپنے منہ سے کہہ دیا جیسے ہم حدیثیں پیش کرتے ہیں اس کے پاس ہو، وہ بھی دکھلائے، ہم ارشاداتِ علماء سند میں لاتے ہیں تو وہ بھی ایسے ہی ائمہ کے اقوال سنائے، یا نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی سند، گھر بیٹھے اسے الہام ہوا کہ حضور کا سایہ تھا،

مجرد ماؤ شما پر قیاس تو ایمان کے خلاف ہے ع

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

وہ بشر ہیں مگر عالمِ علوی سے لاکھ درجہ اشرف اور جسمِ انسانی رکھتے ہیں مگر ارواح و ملائکہ سے ہزار جگہ الطف، وہ خود فرماتے ہیں لست کمثلکم[1] "میں تم جیسا نہیں" و یروی لست کہیئتکم[2] "میں تمہاری ہیئت پر نہیں" و یروی ایکم مثلی[3] "تم میں سے کون مجھ جیسا ہے"۔ آخر علامہ خفاجی کا ارشاد نہ سنا کہ حضور کا بشر ہونا نورِ رخشندہ ہونے کے منافی نہیں کہ اگر تو سمجھے تو وہ نورٌ علیٰ نور ہیں پھر صرف اس قیاسِ فاسد پر کہ ہم سب کا سایہ ہوتا ہے اُن کے بھی ہوگا، ثبوتِ سایہ ماننا یا اس کی

---

[1] محمد بن اسمٰعیل بخاری — بخاری شریف — ۱؍ — ص ۲۶۳ — انجمن نقشبندیہ قصور

مسلم بن الحجاج — مسلم شریف — ۱؍ — ص ۳۵۱ — مجتبائی دہلی

[2][3] مسلم بن الحجاج بحوالہ مذکورہ [4] علامہ شہاب الدین خفاجی : نسیم الریاض ۳؍ ص ۲۸۲

نفی میں کلام کرنا عقل وادب سے کس قدر دور پڑتا ہے ؎

الا ان محمد ابشر لا کالبشر

بل ھو یاقوت بین الحجر

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین و بارک وسلم)

فقیر کو حیرت ہے ان بزرگواروں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے معجزات ثابتہ خصائص صحیحہ کے انکار میں اپنا کیا فائدہ دینی و دنیاوی تصور کیا ہے، ایمان بے محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے حاصل نہیں ہوتا، وہ خود فرماتے ہیں :۔

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ۔[1]

"تم میں سے کوئی مسلمان نہیں ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں "

اور آفتاب نیم روز کی طرح روشن کہ آدمی ہمہ تن اپنے محبوب کے نشرِ فضائل و تکثیرِ مدائح میں مشغوف رہتا ہے، سچی فضیلتوں کا مٹانا اور شام و سحر نفیِ محاسن کی فکر میں ہونا کام دشمن کا ہے نہ دوست کا۔ جانِ برادر! تو نے کبھی سنا ہے کہ تیرا محب تیرے مٹانے کی فکر میں رہے اور پھر محبوب بھی کیسا، جانِ ایمان وکانِ احسان، جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لئے رحمت بھیجا اور اس نے تمام عالم کا بارتنِ نازک پر اٹھالیا، تمہارے غم میں دن کا کھانا، رات کا سونا ترک کر دیا" تم رات دن لہو ولعب اور ان کی نافرمانیوں میں مشغول اور وہ شب و روز تمہاری بخشش کیلئے گریاں وطول،

جب وہ جانِ رحمت وکانِ رأفت پیدا ہوا، بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کیا اور رب

---

[1] محمد بن اسمٰعیل بخاری بخاری شریف ۱/۲ ص ۷ مکتبہ ہاشمیہ میرٹھ، انڈیا

ھب لی امتی فرمایا، جب قبر شریف میں اتارا لبِ جاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا، آہستہ آہستہ امتی[۱] فرماتے تھے، قیامت میں بھی انہیں کے دامن میں پناہ ملے گی، تمام انبیاء علیہم السلام سے نفسی نفسی اذھبوا الی غیری[۲] سنو گے اور اس غمخوارِ امت کے لب پر رب امتی کا شور ہو گا۔

بعض روایات میں ہے کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں، جب انتقال کروں گا، صُور پھونکنے تک قبر میں امتی امتی پکاروں گا، کان بجنے کا یہی سبب ہے کہ وہ آوازِ جانگداز اس معصوم عاصی نواز کی جو ہر وقت بلند ہے، گاہے ہم سے کسی غافل و مدہوش کے گوش تک پہنچتی ہے، روح اسے ادراک کرتی ہے، اسی باعث اس وقت درود پڑھنا مستحب ہوا کہ جو محبوب ہر آن ہماری یاد میں ہے، کچھ دیر ہم ہجراں نصیب بھی اس کی یاد میں صرف کریں۔

وائے بے انصافی، ایسے غمخوار پیارے کے نام پر جان نثار کرنا اور اس کی مدح ستائش و نشرِ فضائل سے آنکھوں کو روشنی، دل کو ٹھنڈک دینا واجب یا یہ کہ حتی الوسع چاند پر خاک ڈالے اور بے سبب ان کی روشن خوبیوں میں انکار نکالے۔

اے عزیز! چشمِ خرد بین میں سرمۂ انصاف لگا اور گوشِ قبول سے پنبۂ اعتساف نکال، پھر یہ تمام اہلِ اسلام بلکہ ہر مذہب و ملت کے عقلاء سے پوچھتا، پھر اگر ایک منصفِ ذی عقل بھی تجھ سے کہہ دے کہ نشرِ محاسن و تکثیرِ مدائح نہ دوستی کا مقتضے نہ ردِ فضائل و نفیٔ کمالاتِ غلامی کے خلاف، تو تجھے اختیار ہے ورنہ خدا و رسول سے شرما اور اس حرکتِ بے جا سے باز آ، یقین جان لے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خوبیاں تیرے مٹائے نہ مٹیں گی۔

جانِ برادر! اپنے ایمان پر رحم کر، سمجھ دیکھ کر خدا سے کسی کا کیا بس چلے گا اور جس کی شان وہ بڑھائے اسے کوئی گھٹا سکتا ہے، آئندہ تجھے اختیار ہے، ہدایت کا فضلِ الٰہی پر مدار ہے۔

---

[۱] شاہ عبد الحق محدث دہلوی : مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۸۵ (مطبوعہ نولکشور، کانپور)

[۲] مسلم بن الحجاج : مسلم شریف ج ۱ ص ۱۱۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی

ہم پر بلاغ مبین تھا، اس سے بحمد اللہ فراغت پائی اور جو اب بھی تیرے دل میں کوئی شک و شبہہ یا ہمارے کسی دعوے پر دلیل یا کسی اجمال کی تفصیل درکار ہو تو فقیر کا رسالہ مسمّٰی بہ **قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام** علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام، جسے فقیر نے بعد ورود اس سوال کے تالیف کیا، مطالعہ کرے، انشاء اللہ تعالےٰ بیانِ شافی پائے گا اور مرشدِ کافی، ہم نے اس رسالہ میں اس مسئلہ کی غایت تحقیق ذکر کی ہے اور بہایت نفیس دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ حضور سراپا نور تابندہ درخشندہ ذی شعاع واضاءت بلکہ معدنِ انوار و افضل مضیاٰت بلکہ درحقیقت بعد جنابِ الٰہی نام نور انہیں کو زیبا اور ان کے ماورا کو اگر نور کہہ سکتے ہیں تو انہی کی جناب سے ایک علاقہ و انتساب کے سبب اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ثبوت معجزات صرف اسی پر موقوف نہیں کہ حدیث یا قرآن میں بالتصریح ان کا ذکر ہو بلکہ ان کے لئے تین طریقے ہیں اور یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ پیشوایانِ دین کا دأب اِن معاملات میں ہمیشہ قبول و تسلیم رہا ہے۔ اگر کہیں قرآن وحدیث سے ثبوت نہ ملا تو اپنی نظر کا قصور سمجھا نہ یہ کہ باوجود ایسے ثبوت کافی کے کہ حدیثیں اور ائمہ کی تصریحیں اور کافی دلیلیں، سب کچھ موجود، پھر بھی اپنی ہی کہے جاؤ، انکار کے سوا کچھ زبان پر نہ لاؤ اور اس کے سوا اور فوائدِ شریفہ و ابحاثِ لطیفہ ہیں، جو دیکھے گا انشاء اللہ تعالےٰ لطفِ جانفزا پائے گا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا و مولٰنا محمد و اٰلہٖ و اصحٰبہٖ واصھارہٖ وانصارہٖ واتباعہٖ اجمعین الیٰ یوم الدین اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین۔

کتبہ عبدہ المذنب

احمد رضا

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم